



پیشانی

بہار و گھنوی

۱۰۰

مجلہ حقوق بحق ساقی بکٹ پو محفوظ

چراغ غفور

مجموعہ کلام

حضرت بہزاد لکھنویؒ

ناشر ساقی بکٹ ڈپو دہلیؒ

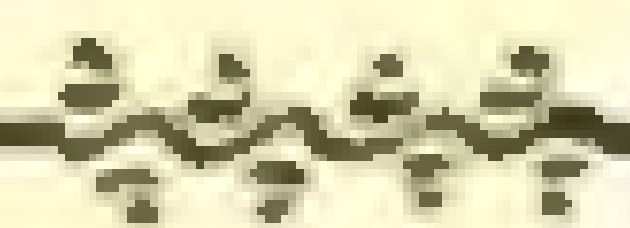
مطبوعہ محبوب المطابع برقی پریس دہلی

طبع اول

قیمت ایک روپیہ

فہرست مضامین

حمز	-	-	-	(۴)
نعتیں	-	-	-	(۵)
غزلیں	-	-	-	(۱۴)
نظمیں	-	-	-	(۱۴۵)
گیت	-	-	-	(۱۶۷)



گزارش

حضرت بہزاد لکھنوی کا چوتھا مجموعہ کلام "چراغِ طور" کے
نام سے شائع ہو رہا ہے۔ اس مجموعے میں بھی موصوفت کا متنوع
کلام جمع کیا گیا ہے۔ اُمید ہے جس طرح "نغمہ نور" کی قیمت و سرور
اور "موجِ ظہور" کو ہاتھوں ہاتھ لیا گیا ہے "چراغِ طور" کو بھی
لیا جائیگا بلکہ شاید سابقہ مجموعوں سے بھی زیادہ اس مجموعہ کی
قدر کی جائیگی کیونکہ یہ موصوفت کا سب سے روشن کارنامہ ہے۔

۵ کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب
آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہِ طور کی

دہلی۔ مورخہ یکم نومبر ۱۹۷۷ء

”شاہد“



بہزاد لکھنوی

حمک

ترے حضور میں سجدے گزارتا ہوں
 تجھے خبر ہی تجھے علم ہے تجھے معلوم
 بچھی ہوئی ہے اسی طرح سے بساطِ اہم
 ترا کرم ہے کہ میں خج دیونا خدا اپنا
 تو ہی علیم تو ہی ہی خبیر و قادر کل
 نہیں ہے تجھ پہ بھروسہ تو اور یہ کیا ہے
 اسی طرح سے مقدر سنوارتا ہوں میں
 ہر ایک حال میں تجھ کو پکارتا ہوں نہیں
 نہ جیتتا ہوں نہیں با زی نہ ہارتا ہوں میں
 جو غرق ہوتی ہے کشتی اُبھارتا ہوں میں
 تجھے خبر ہے کہ دل کسپہ دارتا ہوں میں
 کہ دو جہان کو ٹھوکر پہ مارتا ہوں میں

بہار ہا ہوں جو آنسو یہ پے پے بجز آد
 کسی کے نام کے صدقے اتارتا ہوں میں

نعتیں

بڑے مسترم ہیں نبی مکرم
سرا پا کرم ہیں نبی مکرم

چلو آنکے کوچہ میں شے لیں صدائیں
کہ عالی ہستم ہیں نبی مکرم
غموں کا بھلا کام کیا آنکے آگے

مداوائے غم ہیں نبی مکرم
کرم کیجئے دل میں محشر بپا ہے
اور آنکھیں بھی نم ہیں نبی مکرم

دکھا دیجئے اپنا روضہ حصارا
تمنائی ہستم ہیں نبی مکرم
ہماری دعاؤں کا بھٹا د مرکز
خدا کی قسم ہیں نبی مکرم

یوں آتے ہم کو نظر مدینہ
نظر پھرا میں تو دیکھ لیں ہم
مدینے پہونچیں تو پھر نہ ملیں
مجھے نہ چھیڑو، مجھے نہ چھیڑو
میں تب یہ سمجھوں کہ زیست پائی
الہی ایسے جہاں میں پہونچا
ہو پیش شام و سحر مدینہ
ادھر مدینہ، ادھر مدینہ
بناوے ہم سب کا گھر مدینہ
ہے میرے پیش نظر مدینہ
دکھا دے قسمت اگر مدینہ
ہو شب مدینہ سحر مدینہ

زباں ہی بہزاد وقفِ حسرت
دعا مدینہ اثر مدینہ

بعد از خدا بزرگ و معظم تمہیں تو ہو
 حقا کہ بادشاہِ دو عالم تمہیں تو ہو
 ہر شخص پر کرم ہو ہر اک شخص پر عطا
 دشمن بھی جانتے ہیں مکرم تمہیں تو ہو
 سب کو بتاتے تم نے ہی اسرارِ زندگی
 کون و مکاں کے ہادی اعظم تمہیں تو ہو
 وہ کون سا ہے راز جو تم پر عیاں نہیں
 رازِ الوہیت کے بھی محرم تمہیں تو ہو
 تم سنا نہ ہو سکا ہے نہ ہو گا کوئی بشر
 فخرِ جہان و نازشِ آدم تمہیں تو ہو
 مانا کہ بن کے آئے ہو تم ختمِ مرسلین
 شاہد ہے رب کعبہ مقدم تمہیں تو ہو
 بہر ادب بتلا پہ بھی ہوا کہ نگاہِ لطف
 رہبرِ خضر کے نوح کے ہدم تمہیں تو ہو

سلطانِ دو عالم صل علی اے شاہِ رسولاں کیا کہنا
 ہیں آپ سے روشن ہر دوسرا اے صاحبِ فان کیا کہنا
 اے ماہِ تمام اے ماہِ مبیں یہ کیا ہے اگر احسان نہیں
 دنیا کو کیا ہے صاحبِ دین دنیا ہے مسلمان کیا کہنا
 اے ختمِ رسل اے عقدہ کشا ہے سب کا ہی دامن تو نے بھرا
 اے مونسِ گلِ سبحان اللہ حامیِ غریباں کیا کہنا
 اے واقفِ سترِ این و آن اے عرشِ نشینِ عرشِ نشاں
 اے مقصدِ دل اے کعبہِ جاں اے قبلہِ ایماں کیا کہنا
 اب درد ہی باقی اور نہ غم اللہ ری عنایتِ اُف رکرم
 کیوں ہوں نہ فدا یہ دو عالم اے درد کے درماں کیا کہنا
 خود آپ ہوئے ہیں عقدہ کشا سنتا ہوں کہ جائیگا بطحا
 سنتا ہوں کہ برائے کو ہے بہر آد کا ارماں کیا کہنا

دہر ہادی شاہ ہداما لک کوثر صل علی

وجہ بنائے اللہ ختم پیمبر صل علی

آپ کو بڑھکر کوئی نہیں ہے بہتر کوئی نہیں

سب سے افضل اور برتر سب سے بہتر صل علی

منظہر ذات رب علامہ مرکز چشم فکر و رسا

پشت پناہ ہر دوسرا شافع محشر صل علی

آپ کی ہر سو تنویر کیسا مگر کیا مہر منیر

آپ کی ہر تابانی سے دہر منور صل علی

کون نہیں ممنون کرم کی نہیں ہو گردن خم

صاحب جود و لطف و سخا ساقی کوثر صل علی

آپ ہیں نبیوں کے مترج آپ نے پانی ہو معراج

نوح کے ہمد کیا کہنا خضر کے رہبر صل علی

بطحا کی ہو حسرت بہزاد رہتا ہو ہر دم ناشاد

رہتا ہو اکثر لب پہ درود کہتا ہوں کثر صل علی

نعت شریف

خواجه دوسرا محمد ہیں	سب کے مشکل کشا محمد ہیں
حق کو دیکھا انہیں اگر دیکھا	حق یہ ہے حق نسا محمد ہیں
فہم سے ہو بلند ان کی ذات	یہ نہ ہو چھو کہ کیا محمد ہیں
اسم اعظم ہے انکا اسم شریف	ہر مرض کی دوا محمد ہیں
سوچنے والے کیا خبر تجھ کو	کب خدا سے جدا محمد ہیں
ان پہ صدقے نہ کیوں ہو چشم خیال	مرکز اولیاء محمد ہیں

خانہ دل میں میسر ہے بہزاد

حضرت مصطفیٰ محمد ہیں

مولائے کل ہو ختم پیمبر تمہیں تو ہو
حقاً کہ دو جہان کے سرور تمہیں تو ہو
جس نے بتایا حق کو تمہاری ہی ذات ہی

جس نے بتائی راہ وہ رہبر تمہیں تو ہو
تم سے کروں نہ عرض تو کس سے ہوا التجا

میرا نصیب میرا مفتدہ تمہیں تو ہو
تم کو ہی تک رہی ہے ہر اک چشمِ آرزو

محبوب خاص حضرتِ دادِ تمہیں تو ہو
تم سے ہیں آسمان وزمین کی یہ زینتیں

ماہِ تمام و مہرِ منور تمہیں تو ہو
تم سے بتاؤ چشمِ خطا کار کیا کہے

بیکس نواز و شافعِ محشر تمہیں تو ہو
بھڑا دُستلا کو دکھا دو دیارِ پاک
بھڑا دُستلا کے تو سرور تمہیں تو ہو

نعت شریف

دو جہاں کے تاجدار شاہِ دیں
ہے گنہگاروں کی آس آپے
گلشنِ اسلام کو دو جہاں
دید بظہا کے لئے ہوں تپاں
آپ کی چشمِ کرم عام ہے
کارواں تو جا چکا جا چکا
بیکسوں کے غمگسار شاہِ دیں
مالکِ یومِ فشار شاہِ دیں
صاحبِ نگ و بہار شاہِ دیں
جانِ دل ہیں بقیار شاہِ دیں
کیوں نہ ہو دنیا نثار شاہِ دیں
رہ گیا ہوں میں نزار شاہِ دیں

کیجئے چشمِ کرم بھسِ حق
لٹ چکی میری بہار شاہِ دیں

تجھ بن ٹرپ رہے ہیں دونوں جہان والے
 لے زینت مدینہ اے آن بان والے
 تیری نوازشوں سے پُر نور ہو رہے ہیں
 یہ ماہ و مہر و انجم یہ آسمان والے
 تیرے بغیر ان کی کچھ بھی نہیں حقیقت
 تیرے نشان کے صدق میں ہیں نشان والے
 تو صاحب حقیقت تو مرکز عقیدت
 پڑھتے ہیں تیرا کلمہ دونوں جہاں والے
 تیرے ہی آستان پر سر کو جھکا رہے ہیں
 دل والے آنکھ والے سر والے جان والے
 ظاہر کیا تجھی نے کعبے کی عظمتوں کو
 کعبہ ہی تیرے دم سے کعبہ کی شان والے
 بھڑا د میری آنکھیں روتی ہیں شک حیرت
 جاتے ہیں جب مدینے ہندوستان والے

شہ دین و دنیا ہمارے نبی ہیں
 دو عالم کا منشا ہمارے نبی ہیں
 زمانے کے اوپر کرم ہی کرم ہے
 عنایت سراپا ہمارے نبی ہیں
 ہمارے نبی پر خدا خود ہے شیدا
 خدا ہی پہ شیدا ہمارے نبی ہیں
 نہ سمجھے گی دنیا یہ رمز مجتہد
 ہماری تمنا ہمارے نبی ہیں
 دہکتے رہیں گے دو عالم کے ذرے
 کہ وجہ تجبلا ہمارے نبی ہیں
 کہ صر ہیں ادھر آئیں سب غم کے مارے
 غموں کا مداوا ہمارے نبی ہیں
 ہیں بھڑا د ہم اس لئے مست بطحا
 کہ جہان بطحا ہمارے نبی ہیں

نعت شریف

عرشِ علاء ہے مقامِ آپ کا
 میرے لبوں پر ہر ذکرِ صبح و شام
 سب کے دلوں میں ہر یادِ آپ کی
 حق پہ لٹا یا ہے سب آپ نے
 عینِ کرامت ہر ایک گفتگو
 باعثِ ارض و سما آپ ہیں
 مشکلیں یکبارگی حل ہوئیں
 آگیا جب لب پہ نامِ آپ کا

اب تو دیارِ حضور کی ہے نو
 ترپے کہاں تک غلامِ آپ کا

غزلیں

لے جذبہ دل گر میں چاہوں بہ چیز مقابل آجائے
 منزل کیسے دو گام چلوں اور سامنے منزل آجائے
 آتا ہر جو طوفان لے دے کشتی کا خدا خود حافظ ہو
 مشکل تو نہیں ان موجوں میں بہتا ہوا ساحل آجائے
 لے دگی غاش چل یونہی ہی چلتا تو ہوا انکی محفل میں
 اس وقت مجھے چونکا دینا جب رنگ پہ محفل آجائے
 لے رہے ہر کامل چلنے کو تیار تو ہوں پر یاد رہے
 اس وقت مجھے بھٹکا دینا جب سامنے منزل آجائے
 اس عشق میں جاں کو کھونا ہے ماتم کرنا ہر روز اسے
 میں جانتا ہوں جو ہونا ہے پر کیا کروں جب لے آجائے
 ہاں یاد مجھے تم کر لینا آواز مجھے تم دے لینا
 اس راہ محبت میں کوئی درپیش جو مشکل آجائے
 میں الفت کا اک دریا ہوں میں الفت کا اک طوفان ہو
 الفت کا جسے کسی دعویٰ ہو وہ میرے مقابل آجائے
 اب کیوں ڈھونڈوں وہ چشمِ کرم ہونے دے تم بالائے تم

میں چاہتا ہوں لے جذبہ غم مشکل پر مشکل آجائے
 لے دستِ کرم میرا ذمہ لے دستِ سخا میرا ذمہ
 اس در پہ ترے گھر کوئی بھی بہزاد سا سائل آجائے
 روح روانِ نغمہ تم، نغموں کا سوز ساز میں
 جانِ خیال و خواب تم، جانِ جہانِ ناز میں
 حاملِ کیف و ناز تم، حاملِ سوز و ساز میں
 ایک جہانِ راز تم، ایک جہانِ راز میں
 مانا کہ تم ہو جانِ عشق میں بھی تو جانِ حسن ہوں
 تم ہو جو جانِ غزلوی رُوحِ تنِ ایاز میں
 منزلِ حسن و عشق میں دونوں کا مرتبہ ہر ایک
 آپ ستم طراز ہیں اور ستم نواز میں
 سنگ در جمال ہو یا کہ ہو نقشِ پائے دوست
 جدول سے باز رہ سکوں رہ سکوں وہ بھی باز میں
 شانِ کرم ہی خوب ہے شانِ طلب بھی خوب ہے
 جانِ گدا بنے ہیں آپ جانِ گدا نواز میں

میری نگاہ آرزو جلووں میں ایسی گم ہوئی
 کرنے سکا کسی طرح جلووں کا امتیاز میں
 دیکھتے میری شان بڑا آپ کی شان ہے بلند
 آپ بنے ہیں رازدار اور بنا ہوں راز میں
 تم سے جہان رنگ بوجھ سے جہان درد و غم
 حسن کرشمہ ساز تم عشق کرشمہ ساز میں

منزل کی جستجو تھی پہ منزل نہ مل سکی
 ہم کو کسی طرح تری محفل نہ مل سکی
 ہم نے ہر ایک کام کو منزل بنا لیا
 آسانیاں تو مل گئیں مشکل نہ مل سکی
 غم بھی مسرتوں کی طرح سے جو غامضی
 مایوس غم کو لذت کا مل نہ مل سکی
 دیکھیں ہزار چشم تمنا نے محفلیں
 جس کی تلاش تھی وہی محفل نہ مل سکی

رہرو بھی مرے ساتھ ہی گم گشتہ ہو گئے
 اک بار مل کے پھر کبھی منزل نہ مل سکی
 جب سے ہوا ہر دست طلب غم ہے بے نیاز
 دست لگا کر لذت سائل نہ مل سکی
 اک بار آ کے پھر کبھی طوفان نہ آ سکا
 کشتی دل کو دوری سائل نہ مل سکی
 ہر ماورائے عقل و خرد انتہائے غم
 منزل تو مل گئی حد منزل نہ مل سکی
 بہر آداس کی زیست کوئی زیست ہی نہیں
 جس کو عطا ہے مرشد کامل نہ مل سکی

جہاں میں کیا دل خانہ خراب ہو کے رہا
 مرا جواب کہ تیرا جواب ہو کے رہا
 اُسی کو مل گیا سرمایہ سکون و نشاط
 وہ کامیاب جو نا کامیاب ہو کے رہا

یہی تو حسن طلب کی ملی ہے داد مجھے

مرے سوال پر وہ لا جواب ہو کے رہا

خدا رکھے تجھے اے جنبشِ نگاہ ستم

کہ ہر سکون مرا اضطراب ہو کے رہا

بچا یا لاکھ اُسے حسن کی نظر سے مگر

خراب ہی دلِ خانہ خراب ہو کے رہا

ذرِ بھی جس پہ پڑا پر تو جبینِ نیا ز

و ذرہ رشکِ مہ و آفتاب ہو کے رہا

خرابِ خستہ و بیتاب بے سکون سہی

ترے حضور میں دلِ باریاب ہو کے رہا

ترا خیال جسے کھینچِ زندگی کہتے

مری نگاہِ محبت میں خواب ہو کے رہا

تمام زیت نہ پایا کبھی سکوں بھڑاؤ

یہ اُن سے آنکھ ملا نا عذاب ہو کے رہا

خدا را نہ سینے کہ کیا کہہ رہا ہوں

نہ حسرت نہ میں مدعا کہہ رہا ہوں

بے ہر موج مجھ کو ڈوبنے کی کوشش

خدا جانے اب ورا گے کہوں کیا

بھلا اور کیا ہوگی معراجِ اُلفت

سنبھالو سنبھالو مرادین وایماں

مراقصہ غنم عمومی نہیں ہے

محبت میں ڈوبا ہے ہر لفظ میرا

وفا اُن سے بہزاد کی تو ہی لیکن

میں اسکو بھی اپنی خطا کہہ رہا ہوں

میں حالِ دل مبتلا کہہ رہا ہوں

اسے تم سمجھ لو کہ کیا کہہ رہا ہوں

میں ہر موج کو نا خدا کہہ رہا ہوں

ابھی تک وفا کو وفا کہہ رہا ہوں

تری ہر جفا کو وفا کہہ رہا ہوں

کہ میں بخودی کو خدا کہہ رہا ہوں

زمانے سے بالکل جدا کہہ رہا ہوں

یہ تم جانتے ہو کہ کیا کہہ رہا ہوں

وفا اُن سے بہزاد کی تو ہی لیکن

میں اسکو بھی اپنی خطا کہہ رہا ہوں

روشن جہاں جس سے وہ محفل تمہیں تو ہو

دل جس کو ڈھونڈتا ہے وہ منزل تمہیں تو ہو

کہتا ہوں اپنا دل جسے وہ دل تمہیں تو ہو

میرے جہاں عشق کا حاصل تمہیں تو ہو

جو موج کی ہے آس جو کشتی کا آس را
 دریائے درد و غم کا غ ساعل تمہیں تو ہو
 مشکل نہیں ذرا بی و آسان پشنے ہوں میں
 حل جس کا کچھ نہیں ہے وہ مشکل تمہیں تو ہو
 اس راہ غم میں اور بھٹکنے تو دو مجھے
 رہبر کا کام کیا ہے کہ منزل تمہیں تو ہو
 مشکل تو کچھ نہیں مری عفت رہ کشتا سیاں
 مشکل یہ آپری ہے کہ مشکل تمہیں تو ہو
 دیکھو اُداس ہوتے نہ پائے یہ بزم عشق
 یہ بھی خبر ہے صد حب محفل تمہیں تو ہو
 ان کو سنارہا ہوں غم دل کی داستاں
 کیا یہ بھی کھول دوں کہ غم دل تمہیں تو ہو
 حسرت سے دیکھتے ہو سجود و فنا مگر
 بھنزا دم بستلا کے متا بل تمہیں تو ہو

کچھ درد و غم کا دل کے مداو تو ہو گیا
 اچھا ہوا کہ عشق کا چرچا تو ہو گیا
 بیزار ہو چکے تھے وہ جس سے خوشا و دل
 بن کر نگاہ محو تما سشہ تو ہو گیا
 بے نام تو خلش کاں ہلکی ہی سی سہی
 کچھ دن کو زندگی کا سہارا تو ہو گیا
 غم کا نہیں ہے غم مجھے اب تو خوشی یہ ہو
 میرا ملال اُن کو گوارا تو ہو گیا
 ہوش و حواس گم ہوئے عقل و خرد گئے
 سب کچھ سہی پر اُن کا نظارہ تو ہو گیا
 ان کے تصورات کو بچدے کئے ہزار
 میں عاشقی میں حسن کا بندہ تو ہو گیا
 چہرے پر غیظ کیوں ہے اب رو پہن پہنوں
 دل کو یقین و عین فنا تو ہو گیا
 نیرنگ دوجہاں اسے اپنا نہ کر سکا

یہ قلب نامراد تہسارا تو ہو گیا
 اُن کی نظرِ کرم پہ جو مائل نہیں تو کیا
 بھنڈا د شکر ہے کہ میں رسوا تو ہو گیا

اپنی ہی زمین نیا آسماں رہے

ہاں اس جہاں کو دوری پنا جہاں ہے
 ہم نے تو اس چین سے لگایا کبھی نہ دل
 ہم بے نیاز و فکر غمِ آشیاں رہے
 مجھ سما چین پرست چین کو ملا ہے کب

اس میں اگر رہے تو مری استاں رہے
 ہر برگ و گل کو خار نسا رہے ہیں خار

مطلب یہ ہے کہ گل سے دم گلستاں ہے
 ہم غم رہیں جہاں تمنا و حسن ہیں

اپنے سوانہ اور کوئی میہماں رہے
 ہے نام جس کا عشق خوشی سے دور رہا

یہ تو جہاں غم ہے مسرت کہاں ہے

یہ بھی خیال ہے کہ نہ ہو شکوہ اُم
 اور یہ بھی چاہتے ہو کہ منہ میرے ہاں رہے
 کب تک چھٹے نہ ہاتھ و دامنِ حسن و عشق

کب تک دلِ حزیں میں غمِ دو جہاں رہے
 ٹھکرا کے جا رہے ہو جسے تم بعد خوشی

تم ہی بتاؤ آبِ وہ تمنا کہاں رہے
 اُن جستجو میں بھی نہ گئی اپنی بے خودی
 بھنڈا د ہم چلے تو پس کا رواں رہے

ترے جمال پہ رنگینی بہارِ نثار

ترکی و فنا پہ محبت کا اعتبارِ نثار
 تری نظر پہ محبت کی کائناتِ فنا

ترے سکوں پہ مرا قلب بے قرارِ نثار
 متلج قلب و نظرِ جنبشِ نظر پہ تری

ہزار بار نہیں بلکہ لاکھ بارِ نثار

ترے خیال پہ صدے کروں تصور کو

کروں میں وعدہ پہ وعدہ کا اعتبار نثار

ترہی جفا میں مقدم مری وفاؤں پر

ہے تیرے جبر پہ اس دل کا اختیار نثار

کروں میں دست جنوں تجھ پہ ستم گل میں

قسم خدا کی گریباں کا تار تار نثار

نگاہ جس پہ پڑی چھائی اس پہ بچنبیری

کسی کی مست نگاہی پہ سوخا ز نثار

مری وفا میں بھی صدے ترہی جفاؤں پر

مرا سکون بھی تجھ پر ستم شعار نثار

تجھے قسم ہے بتا دے کہ کس طرح نہ ہو

ترے خیال پہ بہزاد سمیت در نثار

تجھی کو دل کے لئے لا جواب دیکھ لیا

نگاہ حسن! مرا انتخاب دیکھ لیا

نگاہ ملتے ہی کیفیتوں میں ڈوب گیا

نگاہ میں تری کیفیت شراب دیکھ لیا

حجاب اپنے فرائض میں کامیاب نہیں

مری نظر نے تمہیں بے نقاب دیکھ لیا

ان آنکھ ٹریوں کی قسم ابھی مستیوں کی قسم

کہ پُر شراب سے جام شراب دیکھ لیا

بہیں ہے یاد جوانی برائے نام اپنی

بس اس طرح سے کبھی جیسے خواب دیکھ لیا

بتا بتا کسی مقصد میں کامیاب ہوتی؟

ڈبو کے دل کو بھی چشم پر آب دیکھ لیا

نگاہ بھر کے نہ دیکھا زباں سے کچھ نہ کہا

نظر کے ساتھ زباں کا حجاب دیکھ لیا

خدا کے واسطے اب تو معاف رکھ ظالم

بہت دنوں تری لفت کا خواب دیکھ لیا

مبھی کو کہتی ہے بہزاد مبتلا دُنیا خراب حال کا حالِ خراب دیکھ لیا

مرا ہوش گردش جام تک مرا نشہ صبح سے شام تک
 مرا کین تیرے سکون تک مری زندگی تیرے نام تک
 مری بندگی کی حقیقتیں مری بندگی سے نہ پوچھتے
 نہ جو د تک ہیں یہ منحصر نہ یہ منحصر ہیں قیام تک
 تمہیں اپنے حسن کا واسطہ ذرا حسن کی اسی شان د
 اسی رنگ سے اسی آن سے چلے آؤ منظر عام تک
 تری چٹوٹوں پہ فقط نہیں رگے حسن ہی کی یہ کائنات
 تری چٹوٹوں پہ ہے منحصر مری عاشقی کا نظام اتک
 ہے وجود عالم آگئی ہے وجود عالم نے خودی
 ہے وجود عالم ہوش بھی فقط ایک اغزش کا نام تک
 مری توبہ تو بہ کہاں رہی نہ یہاں رہی نہ وہاں ہی
 مری توبہ توبہ جو رہ سکی تو رہی گردش جام تک
 تراست ہے مے عشق کو مرا عشق بڑے حسن سے
 ترانا ز میرے نیاز تک مری ذات میرے قیام تک
 جو جمال کی ترے ابتدا ہے نظام دہر کی بیج سے

تو مرے بھی عشق کی انتہا ہے نظام دہر کی شام تک
 مجھے آن کے حسن سے کیا غرض مجھے آنکے ذکر سے فائدہ
 مجھے آن کے نام سے واسطہ کہ نہیں پیام و سلام تک

تصور میں کوئی پھر آ رہا ہے الہی خیر دل گھبرا رہا ہے
 وہ یوں دل کی فضا پر چھپا رہا ہے کہ دل منحصر ہو تا جا رہا ہے
 سمجھ میں کچھ نہیں آتا ہے نا صحیح کہ توبہ کا کیوں سمجھا رہا ہے
 محبت کرتی ہے اسکی پرستش کہ توجس دل کو یوں ٹھکرا رہا ہے
 تصور دے رہا ہے خوب صو کہ کہ کوئی آ رہا ہے جا رہا ہے
 ارے ساتی مرا پیسا نہ دل شراب آرزو چھلکا رہا ہے
 محبت دیکھ لے میری محبت مرے دل کو کوئی برا رہا ہے
 کھی کے حسن کی اللہ نے گرمی محبت کو پسینہ آ رہا ہے
 ذرا خاموش ہو بھڑا دم فطر
 ترے اشعار کوئی کا رہا ہے

پھر تصویر میں آگیا کوئی
پھر نظر میں سما گیا کوئی
جائے کیا شے پلا گیا کوئی
یہ بھی اعجاز ہے محبت کا
آنکھ جھپکی تھی ایک لمحہ کو
راہبِ رابِ کرم نہ فرمائے
یہ بھی مجبوری محبت ہے
میری رستی پہ کیا نظر ڈالی

کہیں بھٹنا و مبتلا تو نہ تھا

ہر جگہ سر جھکا گیا کوئی

غم کا کینٹ مدام کیا کہنا
عاشقی جب سے ہو گئی مغرور
بلکہ کہہ دینا دل کے رے پیا
عشق کا احتِ رام کر کے
حسن کو بھیج سے ہونستِ خار
عشق کی صبح و شام کیا کہنا
حسن کا و پیام کیا کہنا
آن سے میرا سلام کیا کہنا
حسن کا احتِ رام کیا کہنا
عشق سے وقتِ شام کیا کہنا

تو بہ ٹوٹی تو حِ بام دے پڑکا
جام سے انتقام کیا کہنا
حسن و الفت میں التزام رہا
زندگی کا نظام کیا کہنا
دل کی دنیا نہ ہو سکی پامال
اُن سے نازک خرام کیا کہنا
خوب ہیں دیں نوازیاں بہراؤ
لب پہ کافر کا نام کیا کہنا

اے میری جان۔ اے مرے ایمانِ آرزو

بھر دے گل مراد سے دامانِ آرزو

کافر نواز ہے مرا ایمانِ آرزو

سب سے بلند رکھتا ہوں عرفانِ آرزو

چشمِ پُر آب اس کا بھی تجھ کو خیال ہے

اشکوں سے بڑھ نہ جائے کہیں شانِ آرزو

ڈھونڈو گھر حیران بھی لیکر جہان میں

مجھ سانہ مل سکے گا پریشانِ آرزو

تم ہی تو میسر رہنِ تمکین و ہوش ہو؟

پھولا پھلا ہے تم سے گلستانِ آرزو

کیا تار تار کر ہی دوں میں لے جنوں عشق

ہاتھوں میں آچکا ہے مگر بیانِ آرزو

مجھ ساسم نواز نہ تم سا جفا طراز

ارمانِ حسن میں ہوں تو تم جانِ آرزو

تم ہو؟ کہ ہے یہ میری ہی آواز باز گشت

آتی ہے اک صدا میں ہوں خفا ہاں آرزو

ہزار دان کے اور ہزار دے لئے

آئے ہیں بنگے حاصلِ ایمانِ آرزو

جو وہ بزم میں بے نقاب آ گیا

جب ہی میری بچینیاں بڑھ گئیں

ستم بھی کئے آنے بے انتہا

گئی کیا خزاں کیا یہ آئی بہار

ابھی کرتے پایا نہ تھا میں سوال

نہ وہ سن سکے اور نہ میں کہہ سکا

اوہراس نے ڈالی نظر میں نظر

ہر اک چیز پر اک شباب آ گیا

کہ وہ وجہ صدا اضطراب آ گیا

مجھے لطف بھی بے حساب آ گیا

مری جان پر اک عذاب آ گیا

کہ ان کے لبوں پر جواب آ گیا

نظر کو نظر سے حجاب آ گیا

اوہر ہم کو لطفِ شراب آ گیا

سمجھ میں نہ آیا یہ اندازِ نو

مجھے دیکھتے ہی وہ فرما اٹھے

وہ پہرِ آدھانہ خراب آ گیا

دل مرٹ گیا تو دل کا بھی ماتم نہ کر سکے

دنیا جو چاہتی تھی کبھی بسم نہ کر سکے

ہوتا بھی کس طرح سے شکستہ طلسمِ شوق

زورِ تصورات کو ہسم کم نہ کر سکے

ان کو پڑی ہی کیا تھی کہ بھرتے وہ آہ سرد

غم ہم کو چاہیے تھا ہمیں غم نہ کر سکے

یہ ضبطِ غم بھی کوئی بڑی شے ہے چشمِ ناز

وہ کام دے کہ جو یہ دو عالم نہ کر سکے

ایں حد سے بے نیاز محبت کی وسعتیں

وہ بھی نظامِ عشق کو برہم نہ کر سکے

دل نے تو کر لیا انہیں رگے گے میں جلوہ گر

دل نے وہ کام کر لیا جو ہسم نہ کر سکے

زاہد شکست توبہ کا اتنا سارا زہ ہے
 ساقی کی چشمِ ناز کو برہم نہ کر سکے
 میرے خیال میں تو وہ دیندار ہی نہیں
 جو تیرے پائے ناز پہ سر خشم نہ کر سکے
 آتے ہی اُن کا نام بڑھی اتنی بخودی
 ہم دل سے اُن کا ذکر بھی پیہم نہ کر سکے
 بھڑا دہم نے دین بھی دل بھی لٹا دیا
 وہ کون سا ہے کام کہ جو ہم نہ کر سکے

مست ہوں رنگ بہار دیکھ کر
 کیا میں کہوں دل کا حال کیا ہوا
 دیکھ کہیں دل کا کج خون نہ ہو
 چشمِ کرم جو تجھے دینا ہے دے
 کہتے ہیں مٹنے کا حال غم کا حال
 آج تو بے اختیار ہنس پڑی
 ابھی آنکھوں میں پھرے اشک کیوں
 دامنِ دل تار تار دیکھ کر
 آج تمہیں اشک بار دیکھ کر
 اے خلش انتظار دیکھ کر
 دامنِ اُمید وار دیکھ کر
 ہسم نگہ غمگسار دیکھ کر
 صبح چمن روئے بار دیکھ کر
 میری طرف بار بار دیکھ کر

تُو تو پلا سا قیاس بے کہے
 جام نہ دے ہوشیار دیکھ کر
 حالِ ستم ان تو میں کیا کہوں
 چُپ ہوں انہیں شرمسار دیکھ کر
 محبت کی میں زندگی بن گیا ہوں
 رہے بے خودی، بخودی بن گیا ہوں
 محبت کا ہر رنگ دیکھا ہے میں نے
 کبھی مٹ گیا ہوں کبھی بن گیا ہوں
 عجب حال میں ہوں مرا پوچھنا کیا
 تمہارے لبوں پر ہنسی بن گیا ہوں
 مرا چاک دامن نہ دیکھو نہ دیکھو
 جو تم چاہتے تھے وہی بن گیا ہوں
 میں ہر سانس میں ذکر کرتا ہوں تیرا
 سراپا میں خود بندگی بن گیا ہوں
 وہ نظریں ملیں وہ کوئی مسکرایا
 ابھی مٹ گیا تھا ابھی بن گیا ہوں

محبت ہوں میں ہے مجھی سے اجالا
کسی کے لئے روشنی بن گیا ہوں
مٹانے چلا ہوں میں بھڑا دیں بھی
محبت میں ایسا سخی بن گیا ہوں

جہان عاشقی کہتے ہیں جس کو وہ جہاں میں ہوں
محبت کی زمیں میں ہوں وفا کا آسماں میں ہوں
فضائے رنگ بونے گلستاں کا راز داں میں ہوں
چمن کا پتہ پتہ کہہ رہا ہے باغباں میں ہوں
ترکی اس پی کہاں، کھائے پیسے قدر داں میں ہوں
مرا ہم داستاں تو ہے ترا ہم داستاں میں ہوں
گل و بلبل ہیں دونوں لازم و ملزوم آپس میں
جو جان گلستاں وہ ہیں تو روح گلستاں میں ہوں
مجھے غم ہے مصیبت ہے تمہیں عیش و مسرت ہے
بہارِ بے خزاں تم ہو بہارِ پر خزاں میں ہوں

طلسمِ حسن و الفت ایک ہی مرکز پہ قائم ہے
جہاں دل ہے وہاں تم ہو جہاں تم ہو وہاں میں ہوں
فضائے زندگانی میں سکوں ہو کس طرح پیدا
کہیں نالہ کناں تم ہو کہیں نالہ کناں میں ہوں
جہانِ حسن میں تو مرکزِ حسن نظر تم ہو
محبت کے جہاں میں مرکزِ صدا بن و آں میں ہوں
جتوں کو کیوں نہ ہوں محبوب بہزاد جنوں پرور
کہ اک لے دے کے بس دستِ جنوں کا راز داں میں ہوں

قلب و نظر پہ آپ ستم ڈھاکے چلدے
الشری بے رخی مجھے ٹڑپا کے چلدے
کیا عشق کی نگاہ سے شرما کے چلدے؟
یا میرے اندر اب کے گھبرا کے چلدے
کیا زندگی عنم پہ تمہیں پیار آ گیا
مجھ پر نگاہِ لطیف جو شرما کے چلدے

دیکھا جو اثر دہام تمنا و آرزو

نیچی نظر رکھے ہوئے اٹھلا کے چلے
کچھ تو زبان سے کہیے کوئی بات کیے

آنے سے کس لئے بھلا کیوں آ کے چلے
کچھ بھی سمجھیں آنے سکا راز حسن و عشق

ہیں ان سے کچھ نہ کہہ سکا وہ آ کے چلے
میں دیکھتا ہی رہ گیا ان کی نگاہ کو

راز حیات و مجھے سمجھا کے چلے
اچھا مری نظر سے کیا آپنے سلوک

جلوؤں سے ہی نگاہ کو ترسا کے چلے
آنے کو اپنے وعدے و نذر دا پہ ٹال کر
بھڑا د آج تو تجھے بھلا کے چلے

ان کے بغیر سچ تو ہے زندگی زندگی کہاں

بول پیہ پی کہاں بول پیہ پی کہاں

اب ہے الم الم کہاں اب ہو خوشی خوشی کہاں

جس کی مجھے تلاش ہے ہائے وہ زندگی کہاں
صورت حال کچھ نہیں اس کا ملال کچھ نہیں

تیری خوشی خوشی تو ہے میری خوشی خوشی کہاں
ایک تمہارے جاتے ہی بگڑا نظام دہری

اب وہ کہاں ہے چاندنی چاندنی شنی کہاں
دل کو تباہ کر دیا۔ مجھ کو تباہ کر دیا

میرا نصیب دیکھتے اٹھا ہے دروہی کہاں
پہونچی در قبول تک اور نہ پٹ کو آئی کیوں

مجھ کو تو اس کی فکر ہے میری دعا گئی کہاں
چھوٹ گیا وہ آستان حد سے بڑھا غم نہاں

اب ہے جبین شوق کو لذت بندگی کہاں
چھوڑ دوں تیرا آستان یہ تو بتا دے مہرباں

جا کے گزاروں آہ میں عمر رہی سہی کہاں
آگے خودوں رو برو مٹ گیا کیف آرزو

نکلا ہے دل سے دیکھئے نالہ آخری کہاں

جب فضائے عشق کے ماحول میں آتا ہوں میں

ورد بن کر زندگی غم پہ چھا جاتا ہوں میں

جب فضائے بخودی شوق پر چھتا ہوں میں

ہوش میں لاتے ہو تم یا ہوش میں آتا ہوں میں

میری قسمت میں لکھا ہے اضطرابِ زندگی

زندگی درد و غم ہی میں سکوں پاتا ہوں میں

ہوش کی تو بات یہ ہے بزمِ حسن و ناز میں

آپ کی دانست میں بے ہوش ہو جاتا ہوں میں

وہ گئے دن جب تڑپتا تھا میں انکی یاد میں

یاد میں اب تو خود اپنی اُن کو تڑپاتا ہوں میں

مجھ کو کیا معلوم یہ پانی ہے یا ہے خونِ دل

میں تو اتنا جانتا ہوں اشک برساتا ہوں میں

میرے ہر ارمان کا مٹنا مبارک ہے مجھے

یہ بھی کیا کم ہے کہ کچھ کھو کر سکوں پاتا ہوں میں

کیا خبر ہے کس جگہ جا کر رُکوں کیونکر رُکوں

روک لو موجیں تخیل کی پہا جاتا ہوں میں

رات کی تنہائی میں عشق تصور کے طفیل

زندگی عشق میں بھسرا دکھو جاتا ہوں میں

جلوہ بس روئے جلوہ گر تک ہے زندگی آمدِ سحر تک ہے

سجدۂ شوق میرے سر تک ہے سر مرا انکے سنگِ در تک ہے

تیری دنیا ہے میری ہستی تک تیری دنیا تری نظر تک ہے

اے مری آہ لوٹ کیوں آئی جب رسائی درِ اثر تک ہے

اے دل بے خبر تری منزل کیا کہوں ایک بانہر تک ہے

ہائے صیادِ جرأت پر وار تو سمجھتا ہے بال و پر تک ہے

اب جو ہوتے نہیں سجو و نیاز دیکھ معنوم سنگِ در تک ہے

صرف آنکھیں نہیں ہیں مضطرب یہ خلش تو دل و جگر تک ہے

شوق سے ہاں اللہ انقباب

جلوہ ہزاروں کی نظر تک ہے

دل کی غلش کا دردِ محبت کا واسطہ

دیکھو ادھر بھی چشمِ مروت کا واسطہ

رودادِ غم کے سننے کی کوشش کرو نہ تم

افسانہ ہائے دردِ محبت کا واسطہ

جلوؤں کو کھیلنے دو نقطے سے مری ذرا

تم کو نگاہِ عشق کی جرات کا واسطہ

کیوں بے نقاب کرتے ہو یہ رویے تابناک

نظارۂ جمالِ حقیقت کا واسطہ

بس اس طرف بھی وہی چشمِ دل نواز

میں دے رہا ہوں لفظِ محبت کا واسطہ

میرے دل و دماغ پہ اتنا نہ چھاؤ تم

تنہا ہیو! تمہیں شبِ فرقت کا واسطہ

باقی رہے نہ جیبِ گریباں میں پیکار

دستِ جنوں تجھے مری حشت کا واسطہ

چھا جاؤ تم نگاہِ محبت شعرا پر

رنگینیِ جمال کی جنت کا واسطہ

اے کردگارِ بخشش بہزاد کے گناہ

دیتا ہے وہ تجھے تری رحمت کا واسطہ

میرے فضائے شوق پہ چھا کر تو دیکھئے

بیگانہ ہوں پر اپنا بنا کر تو دیکھئے

دل کی نطکے سامنے آ کر تو دیکھئے

رگِ رگ میں عاشقی کی سما کر تو دیکھئے

اب تک نظر بنا ہے ہر اک ذرہ جہاں

اب گوشہٴ نقاب اٹھا کر تو دیکھئے

دیوانہ کر کے آپ کو کیا لطف آئے گا

جو چیزیں سکوں وہ بنا کر تو دیکھئے

آجائے لطف آپ کو راز و نیاز کا

بزمِ تصورِ راست میں آ کر تو دیکھئے

غم نے تو نازِ حسن اٹھاتے بہت پر آپ

کچھ نازِ عاشقی کے اٹھا کر تو دیکھئے

آتا ہوں یاد یا نہیں آتا بھلا کے میں
 اک بار آپ مجھ کو بھلا کر تو دیکھئے
 شاید کسی طرح یہ سکوں سے بدل سکے
 میرا یہ اضطراب مٹا کر تو دیکھئے
 بھڑا د کی نظر میں ہے اک کائنات عشق
 بہڑا د کی نظر میں سہا کر تو دیکھئے

باتیں نہ کرے کیوں دلِ ناشاد تمہاری

ہر وقت ستاتی ہے اُسے یاد تمہاری
 کچھ منہ نہ دینے کہتے ہیں ہم عشق کو مارے
 خاموش سہا کرتے ہیں بیداد تمہاری
 آنکھوں میں بھسکے کس کے ہیں آنسو یہ بتاؤ
 فریاد ہماری ہے کہ منہ یاد تمہاری
 ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ تم مل بھی گئے تو
 بچپن ہی رکھے گی ہمیں یاد تمہاری

ہر رنگ مبارک رہے ہر طرح مبارک
 غیروں کو کرم اور ہمیں بیداد تمہاری
 سو جائے بڑے چین سے بیمار شبِ غم
 راتوں کو نہ آجائے اگر یاد تمہاری
 یہ چیز بھی ممکن ہے کہ ہم بھول بھی جائیں
 اب تک تو ہمیں یاد ہے بیداد تمہاری
 رو دیتے ہو تم سن کے کسی نام کو اکثر
 عادت نہیں جاتی ہے یہ بہڑاد تمہاری

بہر ہم عجب زندگی کر رہے ہیں
 کبھی جی رہے ہیں کبھی مر رہے ہیں
 یہ نالے یہ آہیں جو ہم بھر رہے ہیں
 انہیں روشناسِ ستم کر رہے ہیں
 خدا کی قسم بس ہم ہی جانتے ہیں
 محبت کی دنیا میں کیوں کر رہے ہیں

نہ ہنس کر ہی گزری نہ رو کر ہی ہم سے
 عجب حال میں زندگی بھر رہے ہیں
 تعجب نہ کر غم نہ کھا قلبِ غمگین
 ہمیشہ ہی اُن کے تیور رہے ہیں
 نہ برسیں بھلا کس لئے خوں کے آنسو
 کہ ممنونِ دل دیدِ تیر رہے ہیں
 کوئی راز پھر آج ہے کھلنے والا
 وہ پھر میری الفت کا دم بھر رہے ہیں
 جفا میں کرو شوق سے تم جفا کی
 شکایت ہی ہم تم سے کب کر رہے ہیں
 شب و روز رورو کے بہزاد گریاں
 طبیعت کو مانوسِ غم کر رہے ہیں
 ہر شے کو مرے دل سے بھلاتے ہوئے آتے
 انا تھا تو بے ہوش بناتے ہوئے آتے
 مدہوشیوں کو ہوش میں لاتے ہوئے آتے

آتے مری دُنیا کو جگاتے ہوئے آتے
 ہر ذرے کو اک طور بناتے ہوئے آتے
 یہ ہونہ سکا جلیوے لگاتے ہوئے آتے
 اشکوں پہ گراتے مرے تم برقی تبسم
 پانی میں ذرا آگ لگاتے ہوئے آتے
 گریہ بندہ نوازی ہی تھی تو حسنِ نظر سے
 ہر چیز کو پُر نور بناتے ہوئے آتے
 گریہ بارگہ عشق میں انا تھا تو خود کو
 اپنی بھی نگاہوں سے چھپاتے ہوئے آتے
 چہرے کو چھپنا ہی جو مقصود تھا انہ
 نظروں کو نہ بیستاب بناتے ہوئے آتے
 دُنیا کو تو اک آن میں بیہوش کیا تھی
 مجھ کو بھی ہر اک چیز بھلاتے ہوئے آتے
 خود داری الفت بھی کوئی چیز تھی بھڑاد
 ہر کام پہ کیوں نہ کو جگاتے ہوئے آتے

رہیں جلوہ حسن و شباب ہونہ کی
 خراب حال کی حالت خراب ہونہ کی
 جدا جو رخ سے تمہارے نقاب نہ کی
 تو کیا یہ دل کی نظر کامیاب ہونہ کی
 نظر سے تو نہ ہوا انتخاب حسن مگر
 جمال سے بھی نظر انتخاب ہونہ کی
 تری شراب کو ساقی شراب کیا سمجھوں
 رہیں توبہ تو تیری شراب ہونہ کی
 مجھے ملال ہے تم کو ملال ہو کہ نہ ہو
 تمہاری یاد مرا اضطراب ہونہ کی
 اسی بدست مے دل سے آپ پینا راض
 کہ دل سے خاطر چشم پر آب ہونہ کی
 نگاہ جلوہ طلب اے شر جمال بتا
 ترے حضور میں کب بار یاب ہونہ کی
 ملال کچھ نہیں مجھ کو ملال اتنا ہے

مری وفا کا محبت جواب ہونہ کی
 مری نظریں کی رہتے ہیں جگر بہرہ
 نگاہ جن کی نظر کا جواب ہونہ کی
 تم سے نظر کے سامنے آیا نہ جاسکا
 شاید نظر کا بار اٹھایا نہ جاسکا
 ہم سے ترا تصور رنگیں ترا خیال
 کہیں لاکھ کوششیں یہ بھلایا نہ جاسکا
 بزم تجلیات کی وارفتگی نہ پوچھ
 یہ ہوش تھا کہ ہوش میں آیا نہ جاسکا
 تھیں جلوہ گر جواب کی اس میں تجلیات
 دل عشق کی نظر سے گرایا نہ جاسکا
 وہ تو ہزار رنگ سے پوچھا کئے مگر
 ہم سے ہی دل کا حال بتایا نہ جاسکا
 ناکام ہو گئی مری چشم پر آب بھی
 شعلہ بھڑک گیا تو بجھایا نہ جاسکا

موجود ہونگا تصور کے سامنے

اب تو کہو کہ تم سے بلایا نہ جاسکا
دستِ گدا نواز کا اس میں ہر کیا قصور

دستِ طالب ہیں سے بڑھایا نہ جاسکا
اپنی نگاہ سے تو چھپایا تمہیں مگر

دل کی نظر سے تم کو چھپایا نہ جاسکا
ان کی عطا کی خیر ہو بھنڈا و مبتلا
وہ کی عطا کہ جس کو بھلایا نہ جاسکا

بارک اللہ آپ نے کار نمایاں کر دیا

اک نظر میں بے نیاز کفر و ایساں کر دیا
کس نے پچھ بچھین یہ سانبرنگیاں کر دیا
روح کو مٹا کر کیا دل کو پریشاں کر دیا
دیکھتے کیا ہو مرے اشک مسلسل بار بار
دل تو اک قندہ گراں غم و غمناں کر دیا

اے حسین شوق تیری قوتوں کے ہیں نثار

ایک سجدے سے قیامِ بزمِ امکاں کر دیا
اے تصور کیا سکونِ دل تھا تجھ کو ناگوار

تُو نے انکو سامنے لا کر خراماں کر دیا
ایک لمحے میں کیا طے جاوہ عشق و وفا

میسرے پائے شوق نے منزلِ حیراں کر دیا
حسن کی ہیں اس نگاہِ ظلم کو کرتا ہوں یاد

عاشقی کی روح جھٹکتے جس کی گریاں کر دیا
اس نگاہِ ناز نے ہزار جہنیش کے ساتھ
زندگانی بخشدی جینے کا ساماں کر دیا

بات یہی ہے راز کی عشق کا راز کچھ بھی ہو

اُن کو تو ناز پر ہے نازِ شانِ نیاز کچھ بھی ہو
چاہے یہ بندگی ہے چاہے نہ بندگی رہی
سر تو ہو پاسے ناز پر بندہ نواز کچھ بھی ہو

قلب حقیقت آشنا ظاہری ناز پر نہ جا
 حُسن مجاز پر ہی جا حُسن مجاز کچھ بھی ہو
 قلب و جگر کے واسطے چاہیے ہم کو تو وہ شے
 بخودی جس سے بڑھ سکے سوز کہ ساز کچھ بھی ہو
 منزل عشق کی طلب دل سے مری گئی ہو کب
 ہو وہ قریب ترکہ ہو دور و دراز کچھ بھی ہو
 اپنی نظر وہیں رہے ذوقِ طلب حسین ہے
 سامنے آئے یا نہ آئے جلوہ طراز کچھ بھی ہو
 آپ کا پائے ناز ہے میرا سر نیاز ہے
 میری تو ہے یہی نماز دل کی نماز کچھ بھی ہو
 ہوش کی بات تو ہے یہ ہوش بجانہ رہ سکے
 دل کا مال اب ہو گیا؟ بندہ نواز کچھ بھی ہو
 اب ہو عطا کہ ہو ستم یہ ہو جفا کہ ہو کرم
 دل سے تو رسم ہے یہی قلب سے ساز کچھ بھی ہو

خودِ نظر کا تیر بن کر آئیے
 التجا کب تک کرے یہ چشم شوق
 دل کی دنیا مست ہو کر رہ گئی
 کہیے کہیے میں سراپا ہوش ہوں
 پھر ہوا سیر سپر میرا جگر
 آگئی ہو منزلِ الفت قریب
 سونا سونا ہو گیا ہے گلستاں
 اس طرح کرتے ہیں الفت اس طرح
 کس طرح سے ہاں ذرا سمجھائیے
 پھر مریے قلب و جگر بر مائیے
 آپ کو آنا ہو تو آجائیے
 ہاں اسی صورت سے پھر شرمائیے
 میں بہترن گوش ہوں فرمائیے
 پھر ذرا تیر نظر بر مائیے
 اور تھوڑا سا ذرا بڑھ جائیے
 رنگِ بو بن کر ذرا چھا جائیے
 کس طرح سے ہاں ذرا سمجھائیے

منتظر ہیں لوگ بزمِ شعر میں
 حضرت بہزاد کچھ فرمائیے

جہاں شوق کی دنیا پریشان ہو جہاں میں ہوں

ہر اک جانب مرا جلوہ نمایاں ہو جہاں میں ہوں

ہوا تو کیا فضا بھی لہلہاں ہو جہاں میں ہوں

خدا شاہد اک بزمِ سیناں ہو جہاں میں ہوں

جہاں حسن بھی اذیت بردار ہے جہاں نہیں ہوں

محبت کی قسم عشق فرادار ہے جہاں میں ہوں

جہاں عاشقی ہے ہر طرف الفت ہی الفت ہے

ہر اک ذرہ ہر اک تار غزلوں کی جہاں میں ہوں

چلو چھوڑو یہاں جذبات الفت کی رانی ہے

چلو جنس محبت خوب راز ہے جہاں میں ہوں

تعجب تو یہ ہے پہلو پہ پہلو عشق و الفت کے

جمال تو بھی مستی سے خراماں ہے جہاں میں ہوں

زمین سے آسمان تک نور ہے عشق و محبت کا

محبت ہی ہر اک ذرہ میں قصاں ہے جہاں میں ہوں

چلو چلو کر مرے ہمراہ دیکھو نئی دنیا

گلتاں ہاں گلتاں ہی گلتاں ہے جہاں میں ہوں

چلو بجز ادھیچہ دن کو یہ لطف زندگی چاہو

کہ لطف زندگی بچائے کاسماں ہے جہاں میں ہوں

اک نظر سے تم نے میری بے خودی بھی ٹوٹ لی

زندگی بھی اور شان زندگی بھی ٹوٹ لی

اسے مری مشق تصور اور تو باقی تھسا کیسا

بے کسی باقی تھی ٹوٹنے بے کسی بھی ٹوٹ لی

ان کی آمد نے خدا شاد بخوشی کا ذکر کیا

اس دل غم آشنا کی بے بسی بھی ٹوٹ لی

بلبلوں نے اس بہارِ نوبہ کو دیکھ کر

لے چمن والو مری نالہ زنی بھی ٹوٹ لی

ان کے آنے ہی سے بالیں مجھے ہوش آگیا

عشق کے ہمسار کی وارفتگی بھی ٹوٹ لی

اس قدر کھویا کہ سلوواں کو نہ سجدہ کر سکا

اُف تجبی ٹوٹنے میری بندگی بھی ٹوٹ لی

چشم پر خم نے مری اشکِ مسلسل نے مرے

ہاں عنہم درنج و الم کی تشنگی بھی ٹوٹ لی

غچہ غچہ کیوں ہے لب بستر یہ صحن باغ میں

کیا مری غنوں نے طرز غامشی بھی لوٹ لی
 کیا کہیں بھڑا دیوں ہم کو نہیں آتی ہنسی
 ان جفا پرور حسینوں نے ہنسی بھی لوٹ لی
 سینے میں اضطراب چھپائے ہوئے ہو تم
 جو کچھ نہیں کھو چکا ہوں وہ پائے ہوئے ہو تم
 کیوں روتے تاناں چھپائے ہوئے ہو تم
 جلوں کو خود نگاہ بنائے ہوئے ہو تم
 اُس ایک دل پہ قیمت کونین بھی نثار
 جس دل کو کامیاب بنائے ہوئے ہو تم
 جانِ تصوّر است ہو روحِ تصوّرات
 بزمِ تصوّرات پہ چھائے ہوئے ہو تم
 آنکھیں ہیں سیاں، سرخ نگاہیں ہیں مضمحل
 جاگے نہیں ہو بلکہ جگائے ہوئے ہو تم
 ہر شے میں جاوہ گر ہیں تمہاری تجلیاں
 ہر چیز کو حسین بنائے ہوئے ہو تم

چہرہ ہے زرد زرد طبیعت پر مضمحل
 معلوم ہو رہا ہے ستائے ہوئے ہو تم
 کیوں تم بھجار ہے ہو محبت کی آگ کو
 ناکام زندگی کو بنائے ہوئے ہو تم
 بہزاد مضطرب لے تھتا ہے اک جہاں
 مدت سے جکول سے بھلائے ہوئے ہو تم

لب پر ہے ہنسی آنکھ میں شکوں کا خزینا
 تقدیر میں میری نہ تو مرنا ہے نہ جینا
 لاچار رہی جذباتِ الم یاد ہے مجھ کو
 اک تیرے اشارے پہ وہ آنسو مرے پینا
 وہ چہرہ نور پہ ڈھلکتے ہوئے آنسو
 یاد آئے جنہیں دیکھ کے ساون کا مہینا
 تجھ کو مرے جذباتِ محبت کی قسم آ
 آ تجھ کو سکھا دوں میں محبت کا قرینا

آپہلے تو ساقی ذرا یہ فیصلہ کر لیں
 تو بہ ہے گراں ترکہ ترے ساغر و مینا
 ساغر میں ہے یہ کیسے ساقی کی ہی پر چھایا
 یا اور کوئی شے ہے ذرا دیکھ کے پسینا
 اس شرط پر کشتی کو ہیں طوفان میں چھوڑا
 ساحل چلے کہتا ہوا کس جا ہے سفینا
 معدوم نہیں کس لئے گھبرا سا گیا حسن
 آیا جو نہی جذباتِ محبت کو پسینا
 وہ کابجھے رہتا ہے کہ ن ظلم کا بانی
 دشوار نہ کر دے کہیں بھڑا د کا جینا

مرے سوال کا جب ہے جواب ناممکن
 تو دور ہو یہ مرا اضطراب ناممکن
 مٹا دوں اپنی طبیعت کی میں یہ خود دار
 یہ بات اے دل خانہ خراب ناممکن

مجھے نوازے نوازے دل و جگر میسر
 شباب وہ بھی تمہارا شباب ناممکن
 ملی نظائے کسی کی نظر یہ بول اٹھی
 نظر نظر میں سوال و جواب ناممکن
 کسی کو حال پہ کچھ تیرے رحم آجائے
 یہ بات سب مری چشم پر آب ناممکن
 نگاہِ عشق و محبت نگاہِ جلوہ طلب
 حضورِ حسن ہیں ہو باریاب ناممکن
 مری نظر میں ہیں مجبوریاں محبت کی
 عیاں ہو غم کا مرے اضطراب ناممکن
 یہ حال ہے کہ تجلی ہے ہر طرف قصاں
 چھپاتے کہیں ان کی نقاب ناممکن
 یہی ہے گریہ ہی ماحولِ زندگی بھڑا
 سکوں نصیب بنے اضطراب ناممکن

میری توکل بہار لئے جارہے ہو تم

ہر صبر ہر قرار لئے جارہے ہو تم

کیا روتے جلوہ بار لئے جارہے ہو تم

ہر برق ہر شرار لئے جارہے ہو تم

فرز انگی و عقل و خرد ہوش و اضطراب

سب دل کے اختیار لئے جارہے ہو تم

لئے تھے زندگی کی مری لیکے کائنات

اب زلیت کی بہار لئے جارہے ہو تم

بخشتا تھا اپنی مست نظر جو تمنے آج

وہ لطف صد خمار لئے جارہے ہو تم

معلوم ہو رہا ہو نگاہوں سے صاف صاف

دل پر و ف کا بار لئے جارہے ہو تم

جا کر روگے کس کی نگاہوں کو سرفراز

جلوے جو بے شمار لئے جارہے ہو تم

دل کو تو کر چکے ہی تھے تم پہلے مضطرب

نظروں کا بھی قرار لئے جارہے ہو تم

بھٹنہ زاد سے تو کہتے ہو کچھ واسطہ نہیں

کیوں نام بار بار لئے جارہے ہو تم

نظر سے نظر کو ملا کر کروں کیا

خوشی سے بہت دور ہو میری دنیا

مری حسرتوں کا توخوں ہو چکا ہے

میں کی حقیقت کو پہچانتا ہوں

مگر ادینکے نظروں کی اپنی وہ مجھ کو

کوئی نفر کا منہ آساں نہیں ہے

محبت کا قصہ محبت کی باتیں

بھلا کون اس کو نوازے گا آکر

یہ قلب و جگر تو ہیں بہزاد اسی کے

کسی کی نظر سے بچا کر کروں کیا

دل حزیں مجھے ہستی تباہ کرنے دے

اگر گنہگار ہے محبت گناہ کرنے دے

جو غم ہی اصل ہے تو غم ہی خوشی نہ سہی
 جو کینت نغم نہیں ہے تو آہ کرنے سے
 بہارا آئی ہے ہر شیار اسے دل مدہوش
 مجھے جنوں سے ذرا تم وراہ کرنے سے
 تباہیوں ہی میں مضمر ہیں اس کی تیریں
 تباہ کرتا ہوں دل کو تباہ کرنے سے
 جو تیرا نام نجات ہے غلش دل کی
 نہ اختیاری مجھے کوئی راہ کرنے سے
 مجھے نہ خوف چہستم ہے تو ڈر و اغماظ
 گناہ و جسمِ کرم ہے گناہ کرنے سے
 یہ زندگی جتنے کہتے ہیں سب دل مضطر
 اسی لئے تو ملی ہے تباہ کرنے سے
 تجھے میں دیتا ہوں بہرا و مبتلا کی قسم
 کہ زندگی مجھے یوں ہی تباہ کرنے سے

ہیں یہ سمجھ رہا ہوں کہ سوتے ہوئے ہو تم
 شاید کسی خیال میں کھوتے ہوئے ہو تم
 چہرہ ستا ستا سا ہے آنکھیں ہیں منہ منہ
 میری طرح سے آج بھی رتے ہوئے ہو تم
 غمگین ہر رشتی ہے فسر وہ ہر ایک بات
 معلوم ہو رہا ہے کہ روتے ہوئے ہو تم
 میرے پکارنے پہ بھی ملتا نہیں جواب
 کیا جانے کس خیال میں کھوتے ہوئے ہو تم
 تم چاہتے تو دور نہ تھا سالِ مراد
 دنیا کو بھر غم میں ڈبوئے ہوئے ہو تم
 نناک آنکھوں پر فدا کائناتِ دل
 تارِ نظر میں اشک پروئے ہوئے ہو تم
 اس کو سکھا مکے کی تمازت نہ وہ سہ کی
 دامن جو اشک غم میں بھگوئے ہوئے ہو تم
 کیا تم نگاہِ عشق سے مدہوش ہو گئے

ہاتھوں کو زندگی جو دھوئے ہوئے ہو تم
کیا یاد آگئی ہے کسی فتنہ کار کی
بہزاد آج کیا ہے جو کھوئے ہوئے ہو تم

سگون دیکھ لیا اضطراب دیکھ لیا

غرضکہ رنگِ جہانِ خراب دیکھ لیا
زمانہ طور کا یاد آگیا زمانے کو

جدھر بھی تُو نے اٹھا کر نقاب دیکھ لیا
ترا حجاب بھی حسدِ نگاہ بن نہ سکا

نظر نے آج تجھے بے حجاب دیکھ لیا
بہائے کب مری آنکھوں نے اشکِ خوں لود

تری نظریں جب اپنا جواب دیکھ لیا
ہر ایک ذرہ میں تیرے تجلیاں ہیں عیاں

ترا حجاب بھی جانِ حجاب دیکھ لیا
کھلی جو آنکھ تو تعبیر خواب پانے کو

لگی جو آنکھ تو وحشت کا خواب دیکھ لیا

پڑی نگاہ تجھی پر تمام محفل میں
نگاہِ حسن؟ مرا انتخاب دیکھ لیا
یہت لطیف ہیں ناکامیاں محبت کی

ترے نثارِ محبت کا خواب دیکھ لیا
جواب اپنا نہ پایا کہیں بھی لے بہزاد
جہانِ حسن میں ان کا جواب دیکھ لیا

زیست میں اب خوشی نہیں غم میں گذرتا ہوں میں
اے مری جانِ زندگی تجھ کو پچارتا ہوں میں
کیوں نہ کروں میں آہ آہ میرا سکوں ہوا تب آہ
کشتیِ دل ہے غرقِ غم اس کو ابھارتا ہوں میں
کس کو نصیب ہے یہی لطیفِ زندگی

دیکھتی ہے جب بساطِ عشق جانے ہارتا ہوں میں
مٹنے لگا ہے داغِ دل بچنے لگا چہرےِ دل
اُس کو اُجاڑتے ہو تم جس کو سوارتا ہوں میں

بے خبر غم و ملال نورِ جہان صد جمال
 تیرے نثار جاؤں میں تجھ کو پکارتا ہوں میں
 کہتا ہے اس کو اک جہاں عشق کی کامیا بیاں
 رنج و الم کی زندگی ہنس کے گذرتا ہوں میں
 تیری پرست ہمتی ناحدا دیکھ تو سہی
 بحرِ الم سے اپنی آپ کشتی اُبھارتا ہوں میں
 ہائے صدائے بازگشت ہائے صدائے بازگشت
 مجھ کو پکارتے ہیں وہ ان کو پکارتا ہوں میں
 دل کا بھی کام دیکھئے میرا بھی کام دیکھئے
 مجھ کو بگارتا ہے دل دل کو سنوارتا ہوں میں

محبت نہ آساں محبت نہ مشکل
 نہ اسمیں لم ہو نہ اسمیں خوشی ہو
 محبت کا جو رنگ سب کے نرالا
 نہ بدلا مرادوں نہ دل کی تمنا
 محبت ہی خود ہی محبت کی منزل
 یہ خود اپنا انجام خود اپنا حاصل
 جو چاہو تو آساں جو چاہو تو مشکل
 وہی دل بزمیہ وہی دل کی منزل
 تمہاری پچھ آنکھوں پر آنسو سونے
 بجز نیکو ہے دیکھ لو رنگ نہیں

انہیں پر سہیں نے دفین لٹایا
 میرا ن سپار جلووں کے قرباں کہ جنہر
 مے پاشی کچھ بھی تھا ان کے قابل
 ہوا دل بھی مائل نگاہیں بھی مائل
 نہ آہیں ہیں شمعیں نہ آہیں تینگے
 ہے ہر چیز سے ماورا اس کی محفل
 نہ بہزاد کی زندگی کو مستطو
 کہ بہزاد کی زندگی کے ہو حاصل

آفت کا اب تو خواب پریشاں ہے اور ہم
 یعنی خیال کیسوئے جاناں ہے اور ہم
 اپنی نظر کے سامنے جلووں کا ہے ہجوم
 یعنی کہ رنگ و بوئے گلستاں ہے اور ہم
 ان کی تجلیات کی دنیا ہے اور وہ

دست جنوں میں اپنا گریباں ہے اور ہم
 افسانہ جمال مکمل ہے اور وہ
 اور داستان درد کا عنوان ہے اور ہم
 ہم اپنی کیفیات کا کیا ماجرا کہیں
 درد و الم کا اک غم پنہاں ہے اور ہم

تنہائیوں میں بچہ کی فرقت کی رات میں
 نظارہ تصویرِ جاناں ہے اور ہم
 جلوے بکھیرنے کے لئے آرہے ہیں وہ
 اب دعوتِ نگاہ کا سماں ہے اور ہم
 قسمت سے مل گئی ہے یہ الجھن کی زندگی
 ہر لمحہ اضطراب کا سماں ہے اور ہم
 بزمِ غم و اہم میں ہیں دو مضطر حیات
 بہزادِ مضطرب بھی پریشاں ہی اور ہم
 اے دل تجھے خبر ہے کہ کیا کر رہا ہوں میں
 جو حق ہے زندگی کا ادا کر رہا ہوں میں
 تم ہو جفا نواز جتنا کر رہے ہو تم
 میں ہوں وفا پرست وفا کر رہا ہوں میں
 تم سے تو مجھ کو کوئی شکایت نہیں رہی
 قسمت کی خوبیوں کا گلہ کر رہا ہوں میں
 ہاں دیجئے سزا کہ سزاوارِ عشق ہوں

ہاں ہاں میں کر رہا ہوں خطا کر رہا ہوں میں
 وہ دن گئے کہ نغموں سو ہی کھیلتا تھا دل
 اب نالہ ہاتے ہو شرابا کر رہا ہوں میں
 نکلا ہوں جستجو میں غمِ دل کے ساتھ ساتھ
 رہزن کو آج راہ سنا کر رہا ہوں میں
 اب آپ اپنی شانِ کرم کو دکھائیے
 میری یہی خطا ہے خطا کر رہا ہوں میں
 شاید اسی طرف سے ملے کچھ سکونِ ایت
 پہلو سے اپنے غم کو جدا کر رہا ہوں میں
 بھڑا د تم بھی دیکھ رہے ہو گواہ ہو
 کہ سے بلند دست دعا کر رہا ہوں میں
 آتی ہے جب چمن میں تو جاتی نہیں بہار کیا
 اے مرے اضطرابِ دل درد کا اعتبار کیا
 دل کا خیال ہے مجھے دل سے ملال ہی مجھے
 آپ سے کیوں گلہ کروں آپ پناہ اختیار کیا

دل میں کہاں وہ کائنات جو کہ تھی باعثِ حیات
 ڈھونڈ رہا ہے قلب میں تیر نگاہ یار کیا
 اب نہ وہ آہ سرد ہے اب نہ تڑپ نہ درد ہی
 میسے چین کو آجکل بھول گئی بہار کیا
 یہ مرے نالہ ہاتے شب یہ مرادِ درد یہ تڑپ
 میری بہار ہے یہی اور مری بہار کیا
 صبر کی حد بتائیے جبر کی حد بتائیے
 کرنا پڑے گا غمِ بے آپ کا انتظار کیا
 آمد یار پر تو ہم ہوش و حواس کھو چکے
 دیکھتے اپنا حال ہو وقتِ وداع یار کیا
 تیری طرف نگاہِ عشق تیری طرف سجودِ شوق
 اور خدائے عاشقی بندے کا اختیار کیا
 مجھ کو تباہ کر کے بھی چین نہیں تجھے ذرا
 میرا ہی گھر پسند ہے گردشِ روزگار کیا
 کہیں نہ حسین آنکھ تر ہو نہ جائے

کہیں اُن کو میری خبر ہو نہ جائے
 مرے جذبہٴ دل مجھے ہے یہ دھڑکا
 محبت میں پیدا اثر ہو نہ جائے
 تڑپِ شامِ غم کی مزا دے رہی ہے
 کہیں شامِ غم کی سحر ہو نہ جائے
 یہ چشمِ حسین دے نہ مجھ کو سہارا
 یہ رہزن جو ہے راہبر ہو نہ جائے
 جنونِ محبت بڑھا ہے حدوں سے
 یہ صحرایِ اب میرا گھر ہو نہ جائے
 میں اس واسطے آہ کرتا نہیں ہوں
 کہانی مری مختصر ہو نہ جائے
 تجھے اس کا دستِ دعا ہوش بھی ہے
 دُعا بے نیاز اثر ہو نہ جائے
 نہیں دیکھتا ان کے جلووں کو یوں پیر
 کہ تسکینِ ذوقِ نظر ہو نہ جائے

میں بہزاد یہ دیکھتا ہوں شب غم
ترپتے ترپتے سحر ہونہ جائے

ترے عشق میں مبتلا ہو گیا ہوں نہ ہے مدعا مدعا ہو گیا ہوں
تنائیں میسر لے مضطرب ہیں تنائوں کا آسرا ہو گیا ہوں
ابھارونگا میں خود محبت کی کشتی کہ میں عشق کا نا خدا ہو گیا ہوں
مجھے نا خدا لے محبت نہ سمجھو کہ اس کو بھی بکچھ سوا ہو گیا ہوں
کوئی مجھ کو اب میسر دل سے ملا دو کہ مدت ہوتی میں جدا ہو گیا ہوں
گلہ یوفائی کا کر بیٹھتا ہوں زہے غم کہ با حوصلہ ہو گیا ہوں
جو محبت میں حل ہوتے ہوتے میں خود بھی تو اک نقش پا ہو گیا ہوں
ہر اک لفظ اب بنگیا ہو شکایت یقیناً سرا پا گلہ ہو گیا ہوں

میں بہزاد مضطرب محبت میں کھینکر

خدا کو خبر ہے کہ کیا ہو گیا ہوں

میں کروں کیوں اعتبار آرزو ہو گیا ہوں میں شکار آرزو
کچھ خبر ہے اے بہار آرزو ہو چلا پھر اعتبار آرزو
ہم سے پوچھو آرزوؤں کا مال ہم نے دیکھی ہے بہار آرزو

آرزوؤں کو نہ یوں پامال کر اے مرے پروردگار آرزو
آرزوؤں کیلئے روئیں گے کون دل ہی ہو گا سو گوار آرزو
ایک دن تمہا حسرتوں کی بزمِ خاں اب مراد دل ہے مزار آرزو
اے دل بیتاب پروانے کو دیکھ کوئی بھی ہے کامگار آرزو
اس کو کب حاصل ہو تسکین حیات جو نہیں ہے بہتر آرزو
دیکھ ہاں بہزاد کی آنکھوں کو دیکھ

ہے نگاہوں میں خمار آرزو

نہ یہ پوچھو کہ کیا یاد آ رہا ہے محبت میں حشر یاد آ رہا ہے
خلش ہی پھر ہوتی پیدا جگر میں مجھے اک بیوفا یاد آ رہا ہے
حدوں کی بڑھ چلی طوفاں کی تیر کی مجھے اب نا خدا یاد آ رہا ہے
دل بے مدعا حشر ہوا کیا غم بے مدعا یاد آ رہا ہے
بھڑے تھیں جس میں کچھ نعماتِ خاموش وہ ساز بے صدا یاد آ رہا ہے
دے ہیں سقدرد صو کے کسی نے فریب مدعا یاد آ رہا ہے
محبت ہاں محبت کا مجھے پھر وہ وقت ابتدا یاد آ رہا ہے
چمکتے ہیں یہ کیوں آنکھوں میں نسو کوئی بھولا ہوا یاد آ رہا ہے

وہ محروم جفا بھڑا دل

وہ محروم جفا یاد آ رہا ہے

جانِ دل تُو ہے دلنشیں تُو ہے
کچھ نہیں ہے جہاں میں تیرے بغیر
بس نوازا ہے مجھ کو اک تُو نے
باعثِ عشقِ باعثِ ارباب
لیوں نہ آجائے انتخاب میں تُو
تجھ سے قائم ہے عاشقی کی حیات
مالکِ کائناتِ عالمیاں
میری نظریں ہیں تیری شیدائی

ساری دنیا ہے شاد اور مسرور

ہاتے بھڑا دلِ حزیں تُو ہے

زنگِ گلِ گلیوں ٹپکتا ہے
انکے رُخ سے فسوں ٹپکتا ہے
لے خوشا عشقِ عشقِ والوں کی
جیسے آنکھوں سے خوں ٹپکتا ہے
میسے رُخ سے جنوں ٹپکتا ہے
زندگی سے جنوں ٹپکتا ہے

ضبطِ کرلوں میں آہ کو لیکن

دل کو جتنا ہے اضطرابِ مے

دل کے کیا زخم ہو گئے ہیں میرے

جن کو آنسو سمجھ رہے ہو تم

یہ شفق کب ہی آسمانِ مری

اشک کو کیا کروں ٹپکتا ہے

اتنا رُخ سے سکوں ٹپکتا ہے

آنکھ سے خون کیوں ٹپکتا ہے

نہیں پانی یہ خوں ٹپکتا ہے

آرزوؤں کا خوں ٹپکتا ہے

مری آنکھوں سے اشکِ غم بہاؤ

حب قدر غم سہوں ٹپکتا ہے

ان کا مقصد گل کھلانا ہے
آزمائے کا اک بہانہ ہے
ایک میں اور اک فسانہ ہے
دیکھتی کیا ہے لے جبین نیاز
پھر ضرورت ہے آہ و نال کی
سب سے مست انہیں کو حصہ کی
میں نے دیکھی جو سن کی دنیا
مجھ سے اس عاشقی میں نسبت

ساتھ آکے ہوش اڑانا ہے

ظلمہ کا بھی کوئی ٹھکانا ہے

سننے والوں میں کل مانا ہے

ہاں یہ اُن کا ہی آستانا ہے

غم کی دنیا مجھے بسانا ہے

میری قسمت میں غم اٹھانا ہے

میری آنکھوں میں گل مانا ہے

اک فریبِ لطیف کھانا ہے

عاشقی کے جہاں میں لے بہزاد
سب کے لب پر مرافسانہ ہے

سنو کوئی زندگی چاہتا ہوں
خودی اور نہ میں بخودی چاہتا ہوں
خلش جس نے مجھ کو عطا کی تھی غم کی
میں جس شکل سے آہ لوٹا گیا تھا
وہی ہائے اپنا بتا جا رہا ہے
وجود پرستش پہ حیران کیوں ہو
کہانتک لئے جاؤں نامِ محبت
بڑا لطف ملتا ہو مجبور یوں میں

خوشی ہی نہیں میں تو بہزاد محروں
غموں کی بھی دلچسپی چاہتا ہوں

بیشتر نوہ گر رہا ہوں میں
عاشقی سے گذر رہا ہوں میں
پوچھتے کیا ہو حالِ الفت میں
عشق سے پیخیر رہا ہوں میں
ہر گھڑی آہ کر رہا ہوں میں
جی رہا ہوں نہ مر رہا ہوں میں

شامِ فرقت کی سختیاں تو بہ
خود سے گر بے خبر رہا تو کیا
اب محبت نے رنگ کھلایا
چارہ ساز و تمہیں خبر بھی ہے
صبح سے شام کر رہا ہوں میں
تم سے تو بلہ خبر رہا ہوں میں
انکے دل میں اتر رہا ہوں میں
اپنا خود چارہ گر رہا ہوں میں
عشق کی زندگی میں لے بہزاد

آپ جی جی کے مر رہا ہوں میں

وہ جلوہ نمائی و کافرادائی
عجب شان و تم نے صورت دکھائی
نظر تک میری طرُن کو اٹھائی
مرے سامنے کر رہے ہو ڈھٹائی
نظر آگئی ہم کو شانِ خدائی
کہ خود کو بھلا بیٹھی ساری خدائی
یہ بیدار یہ ظلم یہ بے وفائی
محبت مری تم نے کب آزمائی
تہا سے لئے ہائے خود بھی نہیں ہو
محبت کا ہر وقت دم بھرنے والو
مرے آج رونے پہ وہ سن رہی ہیں
محبت میں م مارنے کی نہیں جا

وہیں بن گیا کعبہ، بہزاد ہم نے

جبینِ محبت جہاں پر جھکائی

ایسا نہ ہو کہ کم یہ مرا اضطراب ہو

دل کامیاب ہو نہ نظر کامیاب ہو

مارا ہوا جو ہوں میں جہانِ خراب کا

شرمندہ مجھ کو کیوں نہ جہانِ خراب ہو

میں بقی ہوں سامنہ مراد دل بھی ہر سامنے

اب کھنا ہی میں ہوں کہ دل انتخاب ہو

اس سمت ہو نظر تو ادھر دل ہو دیکھتے

دل کامیاب ہو کہ نظر کامیاب ہو

ملجائے ذوقِ عشق کو معراجِ زندگی

انکے حضور میں جو نظر کامیاب ہو

دنیا سے حسنِ عشق میں لیا کرے خدا

میرا جواب ہو نہ تمہارا جواب ہو

دیکھا ہے کامیابِ محبت جو خوابِ عشق

اندھ کامیاب ہی تعبیرِ خواب ہو

اک جان اور سکون کے دشمن ہزار ہیں

بہزادِ مستلا کو نہ کیوں اضطراب ہو

سکون ہو ادھر اور ادھر بیقاری

ہمیں سپہِ قدرت تمہیں سپہِ قدرت

میری زندگی زندگی ہی نہیں تھی

جو حسن و جفا ہے فسانہ تمہارا

خدا کے غم و سنجِ قربان تیرے

مجھے فخر ہے خواریِ زندگی پر

محبت نے لوٹا محبت نے مارا

مجھے بیقاری میں لطف آ رہا ہے

کہاں ہو کہاں ہو میری بیقاری

جہاں میں ہو مشہور بہزادِ مضطر

میری بیقاری۔ میری انکساری

فریبِ عاشقی ہو اور میں ہوں

زمانہ کی خوشی ہے اور تم ہو

جہانِ عشق میں کیا پوچھتے ہو

غم کی زندگی ہو اور میں ہوں

دو عالم کی غمی ہو اور میں ہوں

فقط اک کے لسی ہو اور میں ہوں

زمانے میں تمہارا نام لیوا
 ہر اک لمحہ ہر اک لحظہ ہر اک وقت
 تیری مست آنکھیاں ساقی بنی ہیں
 میں ذرے ذرے کو پہچانتا ہوں
 فسانہ حسن کا ہے اور تم ہو
 جو پایا تھا ازل میں میں نے بہزاد
 وہ رازِ بندگی ہے اور میں ہوں

میں دلِ غم پسند رکھتا ہوں
 دل کی پوچھو کہ حسرتیں کیا ہیں
 عشق ہے حسن سے بہت برتر
 میری نظروں کے ٹکڑے چھانٹ لیا
 پوچھتے کیا ہو حسانہ دل میں
 سرگھڑی ہے انہیں کا جھکنا خیال
 اب سنے کون داستاں میری
 صرف سجدہ نہیں مراد مقصود
 ہمتیں بھی بلند رکھتا ہوں
 حسرتیں دل پسند رکھتا ہوں
 خود کو ان سے بلند رکھتا ہوں
 دل و نظریں بلند رکھتا ہوں
 آرزوؤں کو بند رکھتا ہوں
 اپنی آنکھوں کو بند رکھتا ہوں
 کب کوئی درد مند رکھتا ہوں
 حسرتیں اور حسرت رکھتا ہوں

کیوں نہ بہزاد اشک خوں و ووں
 ہاں دل درد مند رکھتا ہوں
 کوئی چشم و نظر سے دور کیوں ہے
 محبت اس قدر مجبور کیوں ہے
 یہ جلووں سے فضا معمور کیوں ہے
 ہر اک ذرہ مثال طور کیوں ہے
 اسے بھی بخش دو دردِ محبت

گزاریش دل کی نامنظور کیوں ہے
 دو عالم پہنچی قدرت اس کو حاصل
 یہ دل اب اس قدر مجبور کیوں ہے
 قریب آ کر ذرا مجھ کو بستاؤ
 کہ منزلِ عاشقی کی دور کیوں ہے
 بہت خود کو کیا ہے عام ٹوٹنے
 ہر اک ذرے میں تیرا نور کیوں ہے
 مرے دل کو تھی زخموں کی ضرورت

مرے پہلو میں یہ تاسور کیوں ہے
مرے دستِ کرم کا مانگنا دیکھ

ترا دستِ کرم مجبور کیوں ہے
کہو بہتر اداں سے جان لے دیں
جو کہتے ہیں کہ یہ مشہور کیوں ہے

بتا راہبر کیوں نہ مسرور ہوں میں

کہ منزل سے اپنی بہت دور ہوں میں
عجب زندگی ہے مری زندگی بھی

نہ مختار ہوں اور نہ مجبور ہوں میں
یہ رگ رگ میں کیوں میری بانیاں ہیں
تمہاری تھکی سے معمور ہوں میں
سنجھ جاؤ رادیکھ موسیٰ نہیں ہیں

مقابل تیرے جلوہ طور ہوں میں
کرم سے نگاہوں کا تیری ہی ساتی
یہ پینے سے پہلے جو مخمور ہوں میں

مجھے آپ نے کر لیا ہے جو اپنا

مجھے دیکھئے کتنا معتد رہوں میں

کہوں گا میں دار و رسن کا فسانہ

کہ منصور ہوں رشک منصور ہوں میں

ذرا دیکھتا تو مرے چارہ سازو

جہراک زخم کہتا ہے ناسور ہوں میں

مجھے فخر اس کا ہے بہتر آدمِ مضطر

کہ مختار ہو کر بھی مجبور ہوں میں

اُن کی جانب سے پیام آگیا	جذبہ دل مرے کام آگیا
کس کا میری دل پہ نام آگیا	اللہ اللہ دل ہوا باغِ باغ
ہائے یہ کیا وقتِ شام آگیا	اک تصویر میں ہوا دن تمام
آپ کو بھی رنگِ عام آگیا	میں جفا میں بر ملا کس لئے
مے لب تکٹ دہی جام آگیا	میکدہ بردوش ہے وہ نظر
آگیا محشرِ خرام آگیا	لے مرے قلب تپاں ہوشیار
نقش پا کا احترام آگیا	ہاں جبینِ شوق کو آخر شش

ہاں اُٹھے تیغِ نظرِ بزم میں آپ کا ادنیٰ اعلا م آگیا

ہنس دیا مجھ کو کوئی دیکھ کر

آج تو لطفِ سلام آگیا

یہ جلووں کی رنگینیاں رنگ لائیں

کہ الفت کی خود داریاں رنگ لائیں

وہ نقشِ قدم خود کھینچا آ رہا ہے

وہ سجدوں کی بیتابیاں رنگ لائیں

وہ بیٹھے ہوئے ہیں پشیاں پشیمیاں

وہ ان کی جفاکاریاں رنگ لائیں

اے وہ بھی مقصد ہی ہیں ورکوسوں

محبت کی ناکامیاں رنگ لائیں

وہ خود مسکراتے چلے آ رہے ہیں

مرے غم کی خود داریاں رنگ لائیں

تعمور سے بھی دور تر ہو گیا ہوں

مرے عشق کی خامیاں رنگ لائیں

ہے ہر شے پہ اب اختیارِ محبت

یہ کیا؛ دل کی مجبوریاں رنگ لائیں

ہے قدموں پہ اس کے مرادینِ ایماں

مری کفر سامانیاں رنگ لائیں

طلب سے ملا مجھ کو بھڑا د زائد

مری تنگ دایمانیاں رنگ لائیں

زندگانی اور کیفِ زندگانی بھول جا

دیکھا اب انجامِ آغازِ جوانی بھول جا

مہربانی بھول جا، ناہربانی بھول جا

عیش کا افسانہ اور غم کی کہانی بھول جا

اب کہاں وہ دل کہاں وہ دل کا احساسِ حوا

پہلے کیونکر لٹ رہی تھی زندگانی بھول جا

اب کہاں ہیں وہ منگیں اب کہاں وہ دلوں

تو مجھے بالکل ہی اے میری جوانی بھول جا

اب کہاں وہ صاف صاف آنسو وہ موتی اکھا

دیدہ تراب وہ آنکھوں کی روانی بھول جا
غم کا قصہ یاد رکھ غم کی کہانی یاد رکھ

دل کا قصہ بھول جا دل کی کہانی بھول جا
زندگی میری مکمل درد بن کر رہ گئی

زندگی میں کیا تھانگ شادمانی بھول جا
وہ جہاں تھا اور لے بہزادیہ دنیا ہی اور
غم کا عالم یاد رکھ اور شادمانی بھول جا

اثر اپنے نالوں میں پیدا کرونگا
حقیقت ہی کیا ہو زمین زماں کی
بہت روز دیکھ چکا ان کا بندہ
ترپے نہ میں کچھ اس طرح لطف آیا
کہانتک کروں التجائے عنایت
مجھے دیکھنا ہے اثر ضبطِ غم کا
تعلین سے گھبرا گئی ہو طبیعت
یہ بہکا دیا ہے تجھے کس نے سائی
نہ جایا کروں گا۔ بکایا کروں گا
جنوں سے میں اپنے نہ سودا کرونگا
حسینوں کو اب اپنا بندہ کرونگا
کہ سوچا ہے اب خود ہی تڑپا کرونگا
تصور ہی میں اُن کو دیکھا کرونگا
نہ آہیں بھرونگا نہ نالہ کرونگا
جدھر پاؤنگا اُن کو سجدہ کرونگا
یہ اُمید مجھ سے کہ تو بہ کرونگا

کرونگا درِ غیر پر خوب سجدے
یوں ہی ان کو بہزاد اپنا کرونگا

امتحان کے لئے ستم منظور
عشق کی التجا ہے جو تم سے
تم جو مل جاؤ تو تمہارے لئے
شہرِ تیری جو یہ ہے منزلِ شوق
ساری دُنیا کو بھول جاؤں میر
عشق میں ہو گیا ہے کیا مجھ کو
سب کے بیگانہ ہو گیا ہوں میں
حُسن والوں کا عاشقی کیلئے
ہر کرم اور ہر ستم منظور
عیش کی شکل میں یہ غم منظور
کچھ تو ہو جائے بیش و کم منظور
درد و رنج و غم و الم منظور
سجدہ شوق ہر قدم منظور
یہ بھی ہاں آپ کی قسم منظور
عیش منظور اور نہ غم منظور
دیر منظور لے حشر منظور
ہر کرم اور ہر ستم منظور

ترک الفت کی زندگی بہزاد
ہائے کیونکر کریں گے ہم منظور

ااشے ہے شادمانی نا شادماں بنونگا

مجبور غم رہا ہوں مجبور غم رہونگا
باور ہی کب کرو گے سنکر مری زبانی

میں قصہ محبت کہہ کر ہی کیا کرونگا
 مجھ کو خبر نہ تھی یہ لے جذبہ تمنا
 الفت کی زندگی میں مر مر کر بھی جیونگا
 لے میری بے زبانی تجھ سے خدائی سمجھو
 اپنی نہ کہہ سکونگا اُن کی مگر سنوں گا
 راہ وفا سے کیونکر دنیا گذر رہی ہے
 حیران ہوں۔ ہمیشہ حیران ہی رہوں گا
 تارِ نظم کی مجھ کو ہے اس لئے ضرورت
 تارِ نظم سے۔ اپنے زخمِ جگر سیونگا
 دلِ خون ہو چکا ہے فریادِ مستقل سے
 اب اُن کی کیا سنوں گا اب اپنی کیا کہوں گا
 لے چاند آسمان کے میں پوچھتا ہوں تجھ سے
 تارِ میوں میں غم کی کبتاک گھرا رہوں گا
 بھڑا کیا خبر ہے یہ درد و غم کا قصہ
 کبتاک وہ سن سکیں گے کبتاک میں کہہ سکوگا

جب جانتا نہیں میں ہے چیز کیا تبسم
 میرے لبوں پہ آئے کچھ کیوں بھلا تبسم
 غنچے بھی مسکراتے تھے بھی مسکرائے
 میرے لبوں پہ آکر کھویا گیا تبسم
 ہاں روح عاشقی پھر بالیدہ ہو رہی ہے
 پھر یاد آ رہا ہے وہ آپ کا تبسم
 کہتے ہیں شاید اس کو مجبوری محبت
 غم میں بھی ہم نے جبراً پیدا کیا تبسم
 چشمِ زدن میں اُنکے تیور بدل گئی ہیں
 کھویا گیا لبوں پر آیا ہوا تبسم
 ہر شے حسین حسین سی معلوم ہو رہی ہے
 ہر شے پہ ہے تمہارا چھایا ہوا تبسم
 میرے لبوں پہ کثر روتے ہوئے سونالے
 اور آپ کے لبوں پر بہتا ہوا تبسم
 کیں لاکھ کوششیں پر میں مسکرا سکا کب

تو نے غمِ محبت لوٹا مرا تبسم
 بھڑا زندگی سے بیزار ہو چکا ہوں
 کیوں آئے میرے لب پر ناکام سا تبسم
 اپنی پیشانی کے لکھے کو مٹا سکتا نہیں

بیوف کو ہائے میں اپنا بنا سکتا نہیں
 ہائے میں کس کشمکش میں ہوں کہ انکی ڈاکو

یاد کر سکتا نہیں۔ دل سے بھلا سکتا نہیں
 ہائے یہ مجبوریاں اور کس قدر مجبوریاں

اپنے غم کھانے پہ بھی میں مسکا سکتا نہیں
 اپنے عالم کے تصدیق اپنے عالم کے نثار

مسکرانے پر ہے قدرت مسکا سکتا نہیں
 عشق کی بے باکی اُن غم کی بے سہمیگی

مسکراتے وقت میں اُن کو رلا سکتا نہیں
 سچی لا حاصل سے حاصل اس صراطِ عشق میں

لاکھ بیہوشی ہو لیکن ڈگمگا سکتا نہیں

کیوں مجھے پیدا کیا پھر اُدھائے عشقی

جب مرادِ بارِ اُلفت بجا ٹھاسکتا نہیں
 یوں تو کہہ سکتا ہوں میں کلِ استانِ زندگی

صرف اپنا دعا میں لب پہ لا سکتا نہیں
 کس میر سی پروں اپنی رو رہا ہزار زار

کیا کوئی بھڑا کو اپنا بنا سکتا نہیں
 کہنے کو ہوں ضرور غم دو جہاں سے دور

لیکن سکوں نہیں ہوتے آستانِ دور
 تیرا جمال ہے مرے دہم و گماں سے دور

اس ماہِ نیم شب سے الگ کھکشاں سے دور
 مجھ کو تو خود تنہا ہیاں اپنی عزیز ہیں

بجلی تڑپ رہی ہے یہ کیوں شیاں سے دور
 مجھ کو نہیں پسند یہ زود اختیاریاں

لے رہنا بتا کہ ہے منزل کہاں سے دور
 مجھ کو سمجھ کے گی نہ یہ چشمِ کائنات

ہے میری فکر و فہم نگاہ جہاں سے دُور
 امکان میں نہیں ہیں تقرب کی لذتیں
 تصویر رکھ رہی ہر ترے آستان سے دُور
 اب تک تری قسم ہے جبینِ نیاز کو
 ملتا نہیں ہے لطف ترے آستان سے دُور
 انکے بھی ظلم سہتا ہوں اُسکے بھی جو رہیں
 اک اور آسمان ہو مرے آسمان سے دُور
 کیا سہر زمین غییر تھیں راس آگئی
 بہزاد کیوں پڑے ہو درِ مہرباں سے دُور
 بیگانوں کو اپنا نہ بناتے ہوئے آؤ
 اپنوں کو بھی بیگانہ بناتے ہوئے آؤ
 خم ہے سرِ تسلیم میں راضی برضا ہوں
 آؤ مجھے دیوانہ بناتے ہوئے آؤ
 ہر شمع کی لو آس میں جلتی ہے تمہاری
 ہر شمع کو پروانہ بناتے ہوئے آؤ

نظروں سے پلاؤ کبھی آنکھوں سے پلاؤ
 ہر گام پہ مچنا نہ بناتے ہوئے آؤ
 ہر چیز پہ تم ڈال کے اپنی نگہ کیف
 ہر چیز کو مستانہ بناتے ہوئے آؤ
 بیگانہ زمانہ سے ہو کھوجاے جہاں سے
 ہر چیز کو ایسا نہ بناتے ہوئے آؤ
 دُنیا سے تو بیگانہ مجھے کر چکے کب کا
 اپنے سے بھی بیگانہ بناتے ہوئے آؤ
 دیکھو نہ مٹاؤ مری بیستاب نگاہی
 میں کہتا ہوں ایسا نہ بناتے ہوئے آؤ
 بہزاد کو بھٹنا دی رہے دو تو اچھا
 اس کو تو نہ افسانہ بناتے ہوئے آؤ
 جہاں دیکھا کوئی نقش کف پائے حبیب ہم نے
 جھکا دی بے تامل بے کبے اپنی جبیں ہم نے
 رہے وہ قصہ ہائے شوق جو خود تم نے دہرائے

خوشا وہ داستانیں بے خودی میں جو کہیں ہم نے
 جہانِ غم میں ہاں اتنی ہوئی ہے ہم سے نادانی
 مرتب داستانِ غم نہ کی غمِ آفریں ہم نے
 ہمیں نے دین و ایماں اپنا الفت میں لٹایا ہو
 محبت میں جنوں کی آفتیں کس نے نہیں ہم نے
 جو تم حسنِ محبت ہو تو ہم عشقِ مکمل ہیں
 دکھائے دہریں جلوے کہیں تم نے کہیں ہم نے
 نہ خود کی ہم نے پروا کی نہ دیں کی ہم نے پروا کی
 ہزار انداز سے دیکھی نگاہِ شرمگین ہم نے
 یہی شانِ محبت ہے یہی زورِ عقیدت ہے
 وہیں کعبہ بنا ڈالا جہاں رکھ دی جبین ہم نے
 جنوں عشق کا بھڑا دمضطر آج تک مرکز
 نہ زیرِ آسماں پایا نہ بالائے زمیں ہم نے
 دل بخش کر کیا ہے مجھے بیقرار کیوں
 مجھ کو دیا ہے دل مے پروردگار کیوں

میں حد انتظار سے آگے گزر چکا
 مجھ کو رلا رہا ہے غمِ انتظار کیوں
 ہر سمت تو ہی تو نظر آتا ہے جلوہ گر
 تیرا یہ طرزِ عام نہ ہونا گوار کیوں
 جب مجھ سے تم سے کوئی تعلق نہیں ہا
 آتے ہو پھر خیال میں تم بار بار کیوں
 جب دہریں کسی پہ نہیں کوئی بس مجھے
 پھر اپنے جان و دل پہ رہے اختیار کیوں
 جب اضطرابِ پرہیزگار و مدارِ شوق
 پھر آئے میکے قلب و جگر کو قرار کیوں
 ہر شے ترس رہی ہے فضا ہے بہار کی
 آیا نہ وہ بہار میں جانِ بہار کیوں
 یہ کون آ رہا ہے جھنجکائے نگاہِ ناز
 بیچیں ہو رہی ہے فضا ہے بہار کیوں
 بے اد پر تو کی نہ کبھی بھی نگاہِ لطف

ہوتے ہو اسکے واسطے اب شکبار کیوں

میں خود کو ذرا قابل بیدار بنا لوں

کچھ صبر کرو قلب کو فولا د بنا لوں

پھر اُن سے ترا حال بھی کہہ دو گا کئی دن

پہلے انہیں اپنا دلِ ناشاد بنا لوں

یہ ٹھکان لیا ہو کہ وہ غم ہو کہ مسرت

جو لفظ ملے اپنی ہی روداد بنا لوں

کیا یوں ہی اجاڑیگا تو یہ میرا قفس بھی

اس کو بھی نشیمن جو میں صیاد بنا لوں

اتنا تو بتا دیدہ تر تجھ کو قسم ہے

کیا اشک الم حاصل فریاد بنا لوں

اے رات بچھڑے ہوئے اے صبح کو تار

آج تجھ کو میں اپنا دلِ ناشاد بنا لوں

ہر شے میں نظر آنے لگے میری تجلی

ہر نقش کو اپنا جو میں بہر ادب بنا لوں

میرے خدائے عشق نے دل کیا دیا مجھے

گو یا زبیں سے عرش پہ پہونچا دیا مجھے

وہ منظر حسیں بھی تھا کتنا نظر فریب

جس نے ہر ایک کام پہ پھوکا دیا مجھے

تیری بھی قدر ہو تیرے دل کی بھی قدر ہے

دو لفظ کہہ کے آپ نے بہلا دیا مجھے

مرکز جفا و جور کا مجھ کو بنا لیا

بدلہ مری وفاؤں کا اچھا دیا مجھے

قدرت نے احترام کیا میرے ذوق کا

جب ہی تو جانِ آرزو تم سا دیا مجھے

جب سے ہوا ہے واقعہ طور و کلیم کا

جلوؤں سے کیوں حضور تر سا دیا مجھے

منزل سے دور ہوں مجھے منزل سے واسطہ

منزل پہ لا کے کس نے پھوکا دیا مجھے

ہر لفظ میں اثر ہے ہر اک بات میں اثر

حیراں ہوں کس نے قلب شکستہ دیا مجھے
 بہزاد جس کی ذات سے وابستہ تھی امید
 اُس نے بھی تو فریب تمنا دیا مجھے
 دن ہو تم میرے لئے تم شام ہو میرے لئے
 زندگی کا نوبہ نو پیمان ہو میرے لئے
 تم معینِ دن معطرِ شام ہو میرے لئے
 اک جوانی کا فہکتا جام ہو میرے لئے
 میں تمہارے واسطے ہوں خود ہی کب سے مضطر
 اور اک مدت سے تم ناکام ہو میرے لئے
 میں تمہارے واسطے تو خوب رسوا ہو چکا
 چاہتا ہوں اب کہ تم بدنام ہو میرے لئے
 جبکہ ہے آغاز ہی اس زندگی کا ہولناک
 دیکھئے الفت کا کیا انجام ہو میرے لئے
 زندگی یوں ہی ہے تا تم قیامِ حشر تک
 میں ہوں ورہیے کر یہ نگیں شام ہو میرے لئے

میں اگر بدنام ہو جاؤں تو کچھ پروا نہیں
 کب گوارا زندگی بدنام ہو میرے لئے
 مجھ کو کیا دنیا سے مطلب کیا زمانے سے غرض
 تم مرا آغاز اور انجام ہو میرے لئے
 اب تو اے بہزاد مجھ کو غم میں لطف آنے لگا
 کیا عجب ہو تم بھی اب خوش کام ہو میرے لئے
 نصیب جب اثرِ رنگِ بوستاں نہ ہوا
 پیہا پھر بھی مصروفِ پی کہاں نہ ہوا
 اسی کو عشق کی سرشاریاں نصیب ہیں
 جہانِ غم میں جو منت کش فغاں نہ ہوا
 رہے وہ حال جو میرے لبوں پہ آنے سکا
 خوشا وہ قصہ غم مجھ سے جو بیاں نہ ہوا
 ہماری حسن پرستی و وفا پرستی ہے
 ہمارا دل تھا کہ جو تم سے بدگماں نہ ہوا
 اسی کی زندگی الفت کی زندگی ہو کہ جو

تسام عمر محبت میں شادماں نہ ہوا
 اسیر یوں پہ بھی احساس رہ گیا باقی
 قفس قفس ہی رہا ہائے آشیاں نہ ہوا
 عجیب بات ترا سنگ آستاں ظالم
 مرے بخود محبت سے بدگماں نہ ہوا
 بچے سکون بھری زندگی نہیں مرغوب
 یہی خلش ہے کہ نالہ بھی رائیگاں نہ ہوا
 تمہارے لطف و کرم کا تو ذکر ہی کیا ہے
 تمہارا ظلم بھی بھگت زاد کو گراں نہ ہوا
 اک مصیبت دن ہر آفت رات ہے

ذات میری مرکزِ آفات ہے
 آنکھ تر ہے اس کی یہ اوقات ہے
 یہ گھٹا ہے اور یہ ہر سات ہے
 دن کو وحشت ہے تو شب کو اضطراب
 یہ مرادن ہے یہ میری رات ہے

پوچھنا کیا ہے مری اوقات کا
 آپ کا بندہ بولے یہ اوقات ہے
 ذات میری ہے دو عالم سے بلند
 اور مجھ سے بڑھ کے انکی ذات ہے
 اس طرف ہے نورِ ادھر تاریکیاں
 و تمہاری یہ ہماری رات ہے
 بیوٹنا میں نے جو تم کو کہہ دیا
 اس پہ روتے ہو یہ کوئی بات ہے
 جسم تو ہے انکی عادت کے خلاف
 اس ترجم میں تو کوئی بات ہے
 اس قدر بہزاد گھبراتے ہو کیوں
 زندگی کا ایک دن اک رات ہے
 بے توقف اشک غم آنکھوں سے برساتا ہے دل
 دیکھ کر ان کی نظر بیتاب ہو جاتا ہے دل
 ان کی نظریں بیشتر پاتا ہوں میں بیگانہ وار

بخودی میں جانے کیا کیا ان سے کہہ جاتا ہوں

زندگی غم میں بھی مضمر ہے کیا راز و ف

ظلم توں کر رہے ہیں اور شر مانتا ہے دل

دل کا ہر فعل الفت میں علی الاعلان ہے

ہاں کوئی روکے حریم نازیں جاتا ہے دل

ہر حبیب کے پیکر نوری میں تم مضمر ہو کپ

جس حبیب کو دیکھتا ہے اس پہ آجاتا ہے دل

اس کی رفعت اس کی وقعت اس کی قیمت کچھ نہ پوچھ

ہائے وہ اک خون کا قطرہ جو کہلاتا ہے دل

اب تو باور کیجئے اب تو یقیں فرمائیے

اب تو اپنی آرزوؤں کی قسم کھاتا ہے دل

دل کے ہاتھوں ہائے تم بہزاد ہوتے ہو تباہ

تم پہ تو لاکھوں طریقے سے ستم ڈھاتا ہے دل

میں گاہ ہنس رہا ہوں اور گاہ رورہا ہوں

یوں رفتہ رفتہ غم سے مانوس رہ رہا ہوں

لو آج میرے غم کو معراج مل رہی ہے

پلکوں میں اشک غم کے موتی پرورہا ہوں

روسنے کی ضبط غم نے مجھ کو نہ دی اجازت

فسر یاد جوش گریہ مجبور ہو رہا ہوں

کیا سوچتی ہو آخرے دل کی شور شو تم

ہاں ہاں مجھے جگا دو مدت سو رہا ہوں

اب نام بھی خوشی کا مجھ کو نہیں گوارا

بحرالم میں خود میں کشتی ڈبو رہا ہوں

پھر جا رہا ہے انکی نظروں سے کھیلنے کو

ہاں جان سے میں اپنی خود ہاتھ دھو رہا ہوں

مجھ کو خوشی سے ورنہ کیا تھا بھلا تعلق

تم شاد کر رہے ہو تو شاد ہو رہا ہوں

بھڑا داس میں انکی کوئی خطا نہیں ہے

میں زندگی کو اپنی خود آپ کھو رہا ہوں

آپ کی رنگیں نظر سے کیا کیا
 آپ سے مجھ کو کوئی شکوہ نہیں
 جان لے لی اک فنا انداز کی
 مضطرب میری طرح رہنے لگے
 ڈر کے پیچھے کو قیامت ہرٹ لگئی
 ایک عالم نے مری تعلید کی
 پھر جہانِ حسن میں رنگ آگیا
 میری جانب چاہیے لطف و کرم
 ہر طرف محشر سا کیوں برپا کیا

آپ کا ہر طرح سے احسان ہو
 آپ نے بھگت زاد کو رسوا کیا

شکوہ نہ ہا ہوں میں اپنا فسانہ
 ہر اک شخص کے لب میری کہانی
 محبت کے اک لفظ کو پوجتا ہوں
 ادھر مسکراہٹ ادھر غم کے آنسو
 پیسے کہے جا رہی اپنی کہاں ہے
 جفاؤں کا قصہ وفا کا فسانہ
 ہر اک شخص کو لب پہ میرا فسانہ
 مری کیا کہانی مرا کیا فسانہ
 سنے جا کہانی کہے جا فسانہ
 مجھی کو سنا دے نا۔ میرا فسانہ

نظر انکی برہم نظر آرہی ہے
 فراموش دل ہوں نہیں یاد مجھ کو
 مے دل نے چھڑا یہ کیا فسانہ
 نذر کی قسم اپنا پورا فسانہ
 بنا چار حرفوں سے لفظِ محبت
 مگر بن گیا اس کا پورا فسانہ

بھلا دردِ الفت کا بہراؤ مستل
 کہنا تک کوئی یہ سنتے کا فسانہ

جب سے وہ مہ جہیں بنے نگاہوں کے سامنے

جو چیز ہے حسین ہے نگاہوں کے سامنے
 کہنے کو تو یہ دیں تر خشک ہو چکے

بھیک سی آستیں بنے نگاہوں کے سامنے
 میرے ممالِ عشق پہ عیسالم نثار ہے

اک جان آفریں بنے نگاہوں کے سامنے
 نوازے ناز میں وہ بجائے حبسوں نواز

کیا منتظر حسین ہے نگاہوں کے سامنے
 خود مسکرا رہے ہیں وہی میرے زور برد

تصویر یہ نہیں بنے نگاہوں کے سامنے

میرے تصورات کا یہ کمال ہے
یا کوئی مرہ جبیں ہے نگاہوں کے سامنے
اللہ میسر ضبط و تحمل کی خیر ہو
قسمت سے وہ حسین ہے نگاہوں کے سامنے
بھڑا دہاں لساؤ نہ اپنا متاع دیں
دیئے وعدہ دیں ہے نگاہوں کے سامنے
لب سے یہ وقف دیدہ حسرت ترے لئے

کب سے تڑپ رہی ہے محبت ترے لئے
پیدا ہوئی ہے عشق کی دولت ترے لئے
الفت ترے لئے ہے محبت ترے لئے
غصہ کو سمجھ رہا ہوں مسرت ترے لئے
بدلا ہے میں نے رنگ طبیعت ترے لئے
یہ خُسن رنگ و بویہ فضا ہے بہار و گل
ہاں وقف ہو چکی ہے یہ جنت ترے لئے
کیا پوچھنا ہے کیوں مری آنکھیں ہیں سچ سچ

رویا بہت ہوں میں شربِ فقرت ترے لئے
دل کی تلاش اس لئے کرتا ہوں رات دن
مجھ کو ہے اپنے دل کی ضرورت ترے لئے
ارماں سے آرزو سے تمنا سے کس طرح
ترتیب دی ہے دل کی نکایت ترے لئے
بہزاد تجھ کو شکوہ دیدار ہے فضول
آخر کہاں سے لائیں وہ فرصت ترے لئے

عشق کی رو میں بہتا جاتا ہوں
دائیں دوستی نہیں چھٹتا
ہاں کسی جا مجھے رکاوٹ نہیں
وہ جو تیری نظر نے بخشا ہے
میرا شکوہ نہیں مرا شکوہ
پوچھنا کیا مری روانی کا
چھایا جاتا ہے مجھ پر سچ و اطمینان
بارک اللہ ہے زباں پر مری

جو وہ کہتے ہیں کہتا جاتا ہوں
دوست کا ظلم سہتا جاتا ہوں
بوج کے ساتھ بہتا جاتا ہوں
اسی عالم میں رہتا جاتا ہوں
دل دکھاتا ہے کہتا جاتا ہوں
غم کی موجیں ہیں بہتا جاتا ہوں
چاندنی صبح کہتا جاتا ہوں
ہر مصیبت کو کہتا جاتا ہوں

مجھ کو دھاروں سے غم کی غرض دوسری مدت بہتا جاتا ہوں

اس طرح کاٹتا ہوں دن بہراد

غم میں اشعار کہتا جاتا ہوں

وہ نظر غمگسار تھی نہ رہی ہاں چین میں بہار تھی نہ رہی
نادکِ نازِ یار کیا کہنا زندگی بے قرار تھی نہ رہی
بیستہ ری کو آہ کیا کیسے بڑی ناکردہ کار تھی نہ رہی
حسرت انتظار تھی نہ رہی حسرت انتظار تھی نہ رہی
کیوں نہ تپکین مسائلِ شکام طاقت انتظار تھی نہ رہی
اب نہ نالے ہیں ورنہ نہیں جو ہماری بہار تھی نہ رہی
ہائے جیسے ہوا ہوں بے غاموش ہر طرف جو پکار تھی نہ رہی
لے کے آتے ہی مستیاں چھائیں بزمِ دل ہو شیار تھی نہ رہی

دل کی بہراد مبتلا وہ بات

تادم اختیار تھی نہ رہی

دل مفت میں بدنام ہے معلوم نہیں کیوں

آزاری بخشام ہے معلوم نہیں کیوں

آنکھوں میں بھسکے اشک ہیں چسپاں یہ دہی

یہ رنگِ سرِ شام ہے معلوم نہیں کیوں

اک آہ بھی ہر لحظہ ہے منزل میں طلب کی

اک سجدہ بھی ہر کام ہے معلوم نہیں کیوں

گو بہتا چلا جاتا ہے دل خون کا قطرہ

آرام ہی آرام ہے معلوم نہیں کیوں

ہر شام بدل جاتی ہے شب اور سحر سے

اندیشہ ہر شام ہے معلوم نہیں کیوں

گو دمیں گزری ہیں تجھے دل سے بھلائے

پھر لب پہ ترانام ہے معلوم نہیں کیوں

مجھ کو تو گوارا نہیں تسکینِ محبت

ہر صبح پس شام ہے معلوم نہیں کیوں

ہر رنگ میں پاتا ہوں میں ذراتِ جہاں کو

ہر رنگِ تر عام ہے معلوم نہیں کیوں

بہراد بتاؤ تو بھلا ضبط ہو کیوں کر

تو بہ کے قریں جام ہے معلوم نہیں کیوں

پھر درداٹھا اشک بہانے کے دن آئے

کچھ بات بنی بات بنانے کے دن آئے

بیتاب ہیں یہیں مدت یہ آنھیں

ان سے کہو پھر حشر اٹھانے کے دن آئے

چلنے لگی تھم تھم کے ذرا باد بھاری

پھر حسرت خفتہ کے جگانے کے دن آئے

بیدار کو سو جھی ہے ذرا حشر خرامی

ہر کام پہ پھر سر کو جھکانے کے دن آئے

ہم بخود اُلفت ہیں ہمیں اس کی خبر کیا

کھونے کے دن آئے ہیں کہ پانی کے دن آئے

دل پوچھ رہے ہیں دل بیتاب کی حالت

مجبور کو مجبور بنانے کے دن آئے

بیتاب ہیں آنکھوں میں مری شکستِ محبت

لو آتشِ حوڑاں کو بجھانے کے دن آئے

کہدے کوئی توبہ سے کہ اللہ نگہباں

آئی ہے گھٹا شور مچانے کے دن آئے

خاموش سے بیٹھے ہیں وہ آنکھوں میں پانی

بھڑاوا نہیں شعر سنانے کے دن آئے

یونہی فرقت میں ہم نے کیا نہ کیا

دل کو ویران کر دیا ہم نے

ایک نیت ہوئی کہ اے ظالم

راز بن کر جو وہ ہوئے روپوش

موج خود نا خدا بنی میری

دل کی ناکام ہمتوں کی قسم

کل زمانے پہ کی عطا لیکن

لطف کیا درو کا پھر آئے گا

ان کو گر ظلم آشنا نہ کیا

تم ہی انصاف سے کہو بھڑاوا

ہم نے کب شکوئے زمانہ کیا

یک بیک میرے دل کو یہ کیا ہو گیا

بے سنے واقف مدعا ہو گیا

مہمانی میں کیا کچھ کمی رہ گئی

تیر کیوں دل سے مل کر جدا ہو گیا

کیفیت ہی پر ہے انحصارِ جبین

بے خودی کا نتیجہ حُدا ہو گیا

ہم کو منزل کے ملنے میں عرصہ لگا

ہر قدم کوئی جلوہ نما ہو گیا

جب حدوں میں یہ طوفان ہا قبر تھا

جب حدوں سے بڑھنا خدا ہو گیا

پھر کسی آنکھ میں اشک سے آگے

پھر کوئی زیست کا آسرا ہو گیا

خود ہی میں کیا سجدہ انکی طرف

شکر ہے فرضِ دل بھی دا ہو گیا

راہِ الفت میں ہاتھ آئیں سائیاں

مجھ کو جو بھی ملا رہنا ہو گیا

تم کو اپنی خبر ہے نہ دل کی خبر

تم کو بہزاد مضطرب کیا ہو گیا

اس عشق میں مجھ کو لا ہشیاری

کیا یہ وہ سامنے بیٹھے ہیں

غافل ہوں دو عالم سے ہیں

قسمت سے مٹی دل کی دنیا

انکی خاطر رہتا ہوں تپاں

نظروں کو جو نظریں چار ہوئیں

ساقی کے قدم ہیل و پریں

نظروں سے پیتا رہتا ہوں

بھڑا دن نہیں ہے یہ دھڑکن

ہے عشق کی تم کو بیماری

دل شکستہ اشک بار کیوں رہوں

دل کی خاطر بہت سدا کیوں ہوں

عشق کے دامن میں کیسا کچھ نہیں

تیرا بندہ حُسنِ یار کیوں رہوں

میسرہ سے ہے سحر اور شام

قائلِ لیل و نہار کیوں رہوں

میسے گھر میں آئی ہے کب خزاں

فصلِ گل دیوانہ وار کیوں رہوں

ہوش میں ہے خود کہاں چشمِ مست

ہوش بتا ہوشیار کیوں رہوں

اب کہاں ہے انتظار انتظار

اب قلیل انتظار کیوں رہوں

کیوں کروں ہر دم نہ میں آہ آہ

اس نظر سے شرمسار کیوں رہوں

اپنی بخشش سے بتانا اُمید

رحمت پروردگار کیوں رہوں

ہیں خزاں میں بھی تو رنگِ پنبیاں

عاشقِ رنگِ بہار کیوں رہوں

ہاں آگیا اب حُسن کی آنکھوں میں سمانا

ہاں آگیا اب نازِ محبت کا زمانا

کب ختم ہوا ہے مرا پر دردِ فسانا

اے بخودی غم نہ اکھی ہو ش میں آنا

کہتا رہا میں حُسن و محبت کا فسانا

سنتار ہا بٹھا ہوا خاموش زمانا

و چشمِ حسینِ آج ہے کچھ روئی ہوئی ہی

راسِ آیانہ بیدار کو کیا میرا ستانا

ہر چہ گوارا نہ تھا خود داریِ دل کو

کہتا پڑا مجبور شبِ غم کا فسانا

قربان ترے حال کے بیمارِ شبِ غم

یہ سامنے ہے کون ذرا ہوش میں آنا

شاہِ صری سرخ آنکھیں ہیں شاہِ مراد آنا

ہر اشکِ محبت ہے محبت کا فسانا

کیا جانے ادا کوئی سمجھے ہیں وہ اسکو

آجانا یونہیں اور بلائے سے نہ آیا

بھڑا دکانیاے محبت میں وہ مٹنا

ہنس ہنس کے ہر اک طور سے وہ انکا مٹانا

تلاش آرزو کرنے چلا ہوں

کسی کی جستجو کرنے چلا ہوں

چلا ہوں بہنے میں جلووں کی رہیں

کہ سیر رنگ و بو کرنے چلا ہوں

مراد دل خود محبت کا خدا ہے

میں کس کی جستجو کرنے چلا ہوں

تجھے زخم جگر تارِ نظر سے

مبارک ہو رفو کرنے چلا ہوں

کوئی کچھ دے مرے ساتی سے جا کر

کہ پھر میں ہاؤ ہو کرنے چلا ہوں

خود اپنے سے ہوں میں کھویا ہوا سا

خود اپنی جستجو کرنے چلا ہوں

الہی خیر میرے دل جگر کی

کہ شکوہ رو برو کرنے چلا ہوں

یہ وہ ہیں یا کہ ہے اُن کا تصور

میں کس سے گفتگو کرنے چلا ہوں

کبھی نغمے تھے لے بھڑا دم فطر

اب آہیں چار سو کرنے چلا ہوں

کیا پوچھتے ہو کیوں مری دنیا اُداس ہے

تھم ہی ہو پاس اور نہ مراد دل ہی پاس ہے

طاری ہے مجھ پر رنج و الم دل پہ پاس ہی

خود ہیں اُداس ہوں مراد دل بھی اُداس ہے

ناکامیوں کے خوف نے دل بوا نہ کر دیا

منزل کے سامنے بھی ہو چکے ہر اس ہے

چتون پہ وہ حسین سے بل و نگاہ تہسہر

لے زندگی غم کے جینے کی آس ہے

تجھ کو ہی کیا نئی ہوئیں ناکامیاں نصیب
 لے لے قلب زار عشق کسی کو بھی راس ہے
 نالے نہیں فغاں نہیں شیون نہیں ہے یہ
 آہیں نہیں ہیں یہ مرے دلی بھر اس ہے
 بیگانہ ہو گیا ہوں میں ہر کیف عشق سے
 اب خود کا پاس ہے نہ محبت کا پاس ہے
 تنہائی کی یہ رات قیامت سے کم نہیں
 کوئی نہ سامنے نہ کوئی آس پاس ہے
 کیوں ہو نہ درد عشق میں ڈوبا ہوا کلام
 بھڑا دمبستلامری دنیا او اس ہے
 وحشی ہوا بہار گلستاں سے بے نیاز
 دامن سے بے نیاز گریباں سے بے نیاز
 نظریں ہیں ننگ بوجے گلستاں سے بے نیاز
 دل ہو چکا ہے بزم حسیناں سے بے نیاز
 اللہ سے عشق ہوں غم جاناں سے بے نیاز

حسرت سے بے نیاز ہوں رماں سے بے نیاز
 نورانیوں کی چاہ نہ تاریکیوں کا خوف
 میں حسن و عاشقی کی ہوں سماں سے بے نیاز
 حد طلب نہ پوچھ میں خواہاں ہوں اس قدر
 ہوں جس قدر فراخی و اماں سے بے نیاز
 کون کونساں سے لاکھ رہیں بے نیازیاں
 لیکن نہ ہو سکتا میرے احساں سے بے نیاز
 ناک کی نذر کر چکا کل دل کی کائنات
 لو ہو چکا میں خاطر مہاں سے بے نیاز
 تنہا سا پار ہوں خیالات عشق کو
 ہو کر تصورات پریشاں سے بے نیاز
 دامن ہی پاس ہو نہ گریباں ہی پاس ہو
 بہزاد میں ہوں دیدہ گریاں سے بے نیاز
 کہو آواز ماؤ گے آخر کہاں تک
 ستم ہم پہ ڈھاؤ گے آخر کہاں تک

نہ جلوہ دکھاؤ گے آخر کہاں تک

ہمیں یوں ستاؤ گے آخر کہاں تک

تمہیں بھولنا چاہتا ہوں بتاؤ

کہ تم یاد آؤ گے آخر کہاں تک

نظر سے یوں ہی گدگداتا رہوں گا

نہ تم مسکراؤ گے آخر کہاں تک

محبت کو تم نے کہیں کا نہ رکھا

محبت پہ چھاؤ گے آخر کہاں تک

بہار و فاپروں اشکوں کی شبنم

یہ تم گل کھلاؤ گے آخر کہاں تک

شب غم کے تاروں کو جلوہ دکھا کر

نہ تم جگمگاؤ گے آخر کہاں تک

ہمیشہ رہے گی جوانی تمہاری

مراد دل دکھاؤ گے آخر کہاں تک

غموں کی یہ دُپدیاں کیوں ہیں بہرادر

بھلا غم اٹھاؤ گے آخر کہاں تک

وہ بہتے ہیں پیش نظر اللہ

محبت ہے زیر و زبر اللہ

ابھی سے یہ کی کس نے جلوہ نمائی

یہ دل مجھ کو منزل پہ پہنچا رہا ہے

ہے اک داغ دل یک شکست

مقدر تو دیکھو کہ وہ آ رہے ہیں

تجھے کیا خبر ہے درد و غم کی

مبارک کہ کتنے ہی شام مصیبت

یہ پریش یہ بیتابیاں یہ تہم

نوازش یہ بہرادر اللہ

وہ عہد محبت کا زنجیں فسانا

نہ میں بھول جاؤں نہ تم بھول جانا

نہ ہر قدم مجھ کا سجدے کرانا

بھلا کس طرح سن سکے گا زانا

یہ غم کی کہانی یہ غم کا فانا

وہ نظروں ہی نظروں میں کچھ سنا

وہ جس پر مرادین ایسا تصدق
 وہ انداز وہ غمزہ کافرانہ
 قیامت ہر اک سمت ہو کیوں برپا
 یہ رفتار محشر نما والہانا
 تجھے بھی مبارک مجھ بھی مبارک
 مرے واسطے تیرا آنسو بہانا
 ترے حسن کا نور ہر کل جہاں ہیں
 محبت سے معمور ہر کل زمانا
 دکھاوٹ ہیں تو ہرج کوئی نہیں ہو
 نہ بہزاد مضطر کو دل سے بھلانا
 اب ان کی طرف سے پیام آ رہا ہے

مراجذہ شوق کام آ رہا ہے
 میں پھر مست و بخود ہوا جا رہا ہوں
 نظر آ رہی ہے کہ جام آ رہا ہے
 قیامت سی اٹھتی نظر آ رہی ہے
 کوئی آج محشر حرام آ رہا ہے
 میں کرتا چلوں سجدے ہر ہر قدم پر
 کہ نقش قدم گام گام آ رہا ہے
 ادھوری رہی جا رہی ہے کہانی

یہ کیوں نالہ ناتمام آ رہا ہے
 محبت بھی تعظیم کو اٹھ رہی ہے
 مرے لب پہ اُن کا جہنم آ رہا ہے
 نہ ہو کیوں مجھے ہائے غم کی ضرورت
 کہ اب تو مرے غم ہی کام آ رہا ہے
 نگاہوں سے تم نے سب ہی کو پلائی

مگر پھر بھی دل تشنہ کام آ رہا ہے
 ابھی سے مراد دل ہی سینے میں لرزاں
 کہ بجز اد پھر وقت شام آ رہا ہے

بہاؤ یہ آنسو بہانا مبارک
 تمہیں میری دنیا میں نام مبارک
 تمہارا ستارے کو جی چاہتا ہوں
 ستاؤ ستاؤ ستا نام مبارک
 مبارک ہیں یہ غم بقیہ راری
 تمہیں ہر قدم مسکراتا مبارک
 پسند آ گیا ہے ہمیں یہ قفس ہی
 رہے برق کو آشیانا مبارک
 مقدر ہی اس کا زمانے میں جس کو
 نہ کھونا مبارک پانا مبارک
 قسم کھا رہی ہو مرے دل جگر کی
 یہ جھوٹی قسم کھاؤ کھانا مبارک

بنا لو بنا لو قفس کو نشیمن
اسیر و تمہیں آشتیا نامبارک
ستم ڈھائے باؤ ستم ڈھائے جاؤ
غریبوں کی بستی مٹانا مبارک

وہ بہتر آداب نام لٹتے ہیں تیرا
انہیں بھول کر یاد آنا مبارک

پہلے مرنے والی صورت تھا مشکل
اب جینا بھی اتنا مشکل
پہلے مشکل بھی تھی ہر اک سال
اب جو آساں تھا ہو گیا مشکل
غم اٹھانے کی مجھ کو عادت ہے
ضبط کرنا ہی مجھ کو کیا مشکل
اتنی ری جلو و کی تیرے تابانی
دیکھنا تک مجھے ہوا مشکل
بڑھکے ساحل نے مجھ کو تھما لیا
پار ہونا تھا ناحہ را مشکل
ہاں مجھے واسطے ہو گیا آساں
سامنے آنکے ہائے لب کھلے
تھا جو اظہارِ مدعا مشکل
دل بہاتا ہو مشکلوں سے
ہاں کوئی اور لے خدا مشکل

آرزو ان کی تم کو لے بہر آد
یہ امید اور یہ آسرا مشکل

ہم نے آنکا شباب دیکھ لیا
میرا حال خراب دیکھ لیا
ان کی چشم پر آب کیا دیکھی
رشتے رشتے بھی جو آنکھ لگی
خوش ہو کیوں دل ہر صفحہ حسن پر کیا
ان کو چھانٹا ہوا دے مجھ کو
اک زمانے کو کر دیا برہم
اک زلف کا پیچ و تاب دیکھ لیا

عاشقی میں ہے چاندنی بہر آد

حسن کا ماہتاب دیکھ لیا

عاشقی کے جواب نے لوٹا
اپنی چشم پر آب کے صدقے
میری توبہ کو جب بھی ابراٹھا
وہ سکونِ حیات کیف و قرار
تجھ کو ہاں لے مری نگاہ شوق
عشق و الفت کی اندگی کو مری
مجھ کو بڑھتا شباب نے لوٹا
ان کو چشم پر آب سے لوٹا
ایک جام شراب نے لوٹا
عشق ناکامیاب نے لوٹا
حسن کے انتخاب نے لوٹا
میرے حالِ خراب نے لوٹا

ہائے لٹنا بھی نامتساں رہا اک مکمل شباب نے لوٹا
انہی زلفیں بکھر گئیں رخ پر اس پریشاں و خواب نے لوٹا

تجھ کو بہزاد کچھ خبر بھی ہے

خود ترے اضطراب نے لوٹا

اے درو جگر اے غم و آلامِ محبت

آفت ہیں قیامت ہیں یہ پیامِ محبت

آنے لگا کیا دل میں جوانی کا تصور

پیدا ہوئے پھر کیوں سحر و شامِ محبت

انجام کا آغاز ہو آب دیکھئے کیسا

آغاز میں پیدا ہوا انجامِ محبت

جب لب پہ تبسم تھا تو آبِ آنکھ ہی پر غم

و صبح محبت تھی یہ ہے شامِ محبت

میں شوق میں کہتا رہا الفت کا فسانہ

وہ ذوق سے سنتے رہے پیغامِ محبت

نظروں نے بھی کوئی تھی مری صبر کی دنیا

نظروں نے دیا ہی مجھے پیغامِ محبت
میں آخری اس آہ پہ سو جان و صدقے

و آہ کہ جس پر ہوا اتساںِ محبت

آغازِ محبت میں تو یہ حال ہے بہزاد

کیا دیکھ سکو گے بھلا انجامِ محبت

نظر میں سمالنے کو جی چاہتا ہے

محبت پہ چھالنے کو جی چاہتا ہے

ترے پاس آنے کو جی چاہتا ہے

مقتدر بنانے کو جی چاہتا ہے

پھر ان کے بلالنے کو جی چاہتا ہے

قیامت اٹھانے کو جی چاہتا ہے

بہت روچکے ہم بہت روچکے ہم

اب آنکے رُلانے کو جی چاہتا ہے

تجلی جہاں پر نظر آئے رقصاں

وہاں سر جھکانے کو جی چاہتا ہے

کہو تو سناؤں فسانہ الم کا
 تمہیں آزما نے کو جی چاہتا ہے
 ارادوں ارادوں محبت کے پیرزے
 مرا ظلم ڈھانے کو جی چاہتا ہے
 نگاہ ستم ہاں ستم کر ستم کر
 مرا مسکرا نے کو جی چاہتا ہے
 نگاہ حسین ہاں ذرا ناز فرما

ترے ناز اٹھانے کو جی چاہتا ہے
 مرا ساتھ لے مری ناتوانی

ابھی ڈگمگانے کو جی چاہتا ہے
 جہاں سے کہ تہزاد کچھ بھی نہ پایا

اسی در پہ جانے کو جی چاہتا ہے

محبت کو میں آزما کر رہونگا
 محبت کی دنیا میں کر رہونگا
 میں قدموں سر کو جھکا کر رہونگا
 انہیں جد بول بے بنا کر رہونگا
 فضائے دو عالم پہ چپا کر رہونگا
 تمہیں آج اپنا بنا کر رہونگا

میں سجد کرونگا ہر اک نقش پا پر
 اگر یونہی فریاد ہوتی ہے گی
 تصور کا عکس حسین الٹا ہوں
 یہ تارے عبت جگمگاتے پر شب بھر
 ستم ڈھانے ہو ستم ڈھانے جاؤ
 کمال محبت دکھا کر رہونگا
 میں نظروں میں نیکی سما کر رہونگا
 میں ذروں کو تارے بنا کر رہونگا
 میں اپنا فسانہ سنا کر رہونگا
 میں الفت کو کمال بنا کر رہونگا

مسترت ہو یا غم میں بہزاد مضطر

ہر اک حال میں مسکرا کر رہونگا

میں ہی کیا ہوں سو گوارا آرزو
 دیدہ و دانستہ کھایا ہو فریب
 حال کیا ہوا تب اے غم نصیب
 مجھ کو کیا معلوم کیا کیا کہہ گیا
 ہاں کرم کر آرزوؤں پر کرم
 دل کی دنیا مست ہو کر رہ گئی
 میرے پہلو نے اٹھایا داکا بار
 اک نظر پر زندگی ہے منحصر
 کس نے دیکھی ہو بہار آرزو
 ہم نے کر کے اعتبار آرزو
 اے مرے دل اے شکار آرزو
 بخجوری میں ہوشیار آرزو
 اے مرے پروردگار آرزو
 اس قدر چھپا یا خمار آرزو
 اور اٹھایا دل نے بار آرزو
 اک نظر پر انحصار آرزو

ہوش کچھ بھی ہے جو بہزاد حزیں

اب نہ کرنا اعتبارِ آرزو

وہ نظریں بڑھیں ایکے جا مجت

وہ آیا ق آیا پیامِ مجت

یہ نیچی نگاہیں یہ ہلکا تبسم

یہی ہے یہی ہے سلامِ مجت

مجت نے گولا لاکھ دریا بہائے

دو عالم رہے تشنہ کامِ مجت

یہ کھدو کہ کھل جائے باپِ جاہت

دعا کر رہا ہوں بنامِ مجت

مجت کو بھی آج حال آرہا ہے

یہ کس نے کیا اہتمامِ مجت

یہ روتے نور یہ گیسوئے مشکیں

یہ صبحِ مجت و شامِ مجت

یونہی میری آنکھوں سے آنسو بہیں گے

رہے گا یونہی انتظامِ مجت

گرا لو گرا لو نقاب اپنے رخ پر

بدل دو بدل دو نظامِ مجت

ہے دیں میرا بہزاد انکی پرستش

ہے ایماں مرا احترامِ مجت

میں بے کیف سی زندگی کو کروں کیا

الم جب نہیں تو خوشی کو کروں کیا

نہیں پاس جب تو ہی جانِ مجت

مجت کی اس بے خودی کو کروں کیا

طبیعت نہ مانوس ہو جس سے بالکل

تو اس پھکی پھکی ہنسی کو کروں کیا

نہ ہو جس میں کچھ سوز و سازِ مجت

میں اس راحتِ عاشقی کو کروں کیا

نہیں جب نہ جس بندگی کا صلہ ہو

تو پھر کر کے اس بندگی کو کروں کیا

بتاؤ تمہیں اے مری آرزو
 تمناؤں کی بے بسی کو کروں کیا
 الہی غم مستقل چاہتا ہوں
 میں لیکر غم عارضی کو کروں کیا
 مری تو خوشی ہے انہیں کی خوشی پر
 میں بھتر آد اپنی خوشی کو کروں کیا
 فضاے محبت پر چھاتا چلوں گا
 نگاہوں میں اُن کی سماتا چلوں گا
 ہر اک کام پر غم اٹھاتا چلوں گا
 غموں میں بھی میں مسکراتا چلوں گا
 جو نقش قدم تیرا پاتا چلوں گا
 تو سجدوں کی دنیا بساتا چلوں گا
 جھڑی آنسوؤں کی لگاتا چلوں گا
 محبت کے شعلے بجھاتا چلوں گا
 رہا ساتھ میرا اگر گلستاں میں

محبت کے میں گل کھلاتا چلوں گا
 ہر اک چیز کو تم ہنسائے چلوں گے
 ہر اک چیز کو میں رلاتا چلوں گا
 ترے نام پر آج راہ طلب ہیں
 محبت کی دولت لٹاتا چلوں گا
 مجھے کام لینا ہے کچھ لغزشوں سے
 ہے کچھ مصلحت ڈمکاتا چلوں گا
 جو بھتر آد ہوں میں تو اس لوح دل پر
 نقوش محبت بناتا چلوں گا
 ہے عیش فراموش الم بھول گیا ہوں
 تم کو بھی محبت کی قسم بھول گیا ہوں
 مجھ کو تو مسرت سے مسرت نہیں ہوتی
 دنیا یہ سمجھتی ہے کہ غم بھول گیا ہوں
 ہاں پھر وہی انداز ستم جان محبت
 والہ انداز ستم بھول گیا ہوں

ہیں لاکھ غم و درد پر آنسو نہیں گرتے
 رونا بھی تو میں دیدہ غم بھول گیا ہوں
 پھر آپ بتا دیجئے سجدوں کا طریقہ
 سر ہوتا ہے کس طرح سے غم بھول گیا ہوں
 کچھ تو ہی مدد کر میری اس دشتِ روی پر
 منزل ہو کہ صحرانقش قدم بھول گیا ہوں
 کچھ اور عطا کر کے مجھے یاد دلادے
 اے جانِ کرم تیرا کرم بھول گیا ہوں
 طے کرنے کو میں کر تو گیا جاوہِ الفت
 ہاں سجدہ بہ ہر نقش قدم بھول گیا ہوں
 بہزاد غمِ عشق میں ہوں ورکا کیا ذکر
 خود کو بھی میں خود اپنی قسم بھول گیا ہوں
 تیرے حسن و شباب کے صدقے
 اس رخِ بے نقاب کے صدقے
 ایک پل بھی مجھے قرار نہیں
 نگہ انتخاب کے صدقے
 اپنے حالِ خراب کے صدقے
 عشق کے اضطراب کے صدقے

دل کی ہر کائنات کو لوٹا
 جو ہوں مابینِ حسن و الفت کے
 ہے محبت اگر گناہِ عظیم
 ہو گئی حالِ عشق پر گریاں
 اپنے رنگیں سوال کے قریاں
 ہے جو انکے لئے یہ لے بہزاد
 تو ترے اضطراب کے صدقے
 وہ عہدِ جوانی، وہ کیفِ بھری راتیں
 وہ حسن و محبت کی ہر سمت حسیں گھائیں
 وہ رات کا سناٹا، وہ رات کی تنہائی
 وہ ڈرتے ہوئے ملنا ہی سی ملاقاتیں
 وہ میرے لئے گریاں ہیں انکے لئے گریاں
 تھیں دونوں طرف ہر دم ہر سانس ہی سنا
 کیا یاد نہیں مجھ کو کیا یاد نہیں تم کو
 تھنے وہ محبت کے وہ حسن کی سوغاتیں

اللہ اسے مجھے کیا کھیل ہو الفت کا
 لطف آتا گیا جتنی میں کھاتا گیا مائیں
 گھبرا سے گئے تم کیوں کیا دیکھ لو تم نے
 اعجازِ حمیت کے اُلفت کی کراماتیں
 جب نغمے ہی نغمے تھے ابنا دی نالی ہیں
 وہ دن تھے محبت کے عشق کی ہیں اتیں
 بہتر ہے نہ سمجھوں میں بہتر ہے نہ سمجھو تم
 یہ بے خودی غم کی اللہ خرافاتیں
 بہزادِ جوانی کا کیا خوب زمانہ تھا
 وہ دن بھی عجب دن تھو وہ راتیں عجب تیں
 گزری ہے عمر تجھ کو وعدے ہزار کرتے
 وعدوں کا تیرے ظالم کیا اعتبار کرتے
 کیوں چشمِ نم کو اپنی ہم اشکبار کرتے
 صرف آپ کے لئے کیوں دل بقیار کرتے
 فصلِ بہار کا ہم ہاں انتظار کرتے

دیوانہ وار کرتے مستانہ وار کرتے
 لے پی کہاں کے مالک ت گزری گئی ہو
 امید رنگ و بو میں سیر بہار کرتے
 تابانیوں سے تیری آنکھیں جھپکے ہی ہیں
 کیوں کرتے ترانہ نظارہ لے چشمِ یار کرتے
 ہوتے جو بارِ خاطر تو کیوں یہ آہ و نالے
 ہم صبح و شام کرتے لیل و نہار کرتے
 یوں مستیوں میں ملتی معراج ہوشیاری
 ہم ہوشیار ہوتے وہ ہوشیار کرتے
 دل مٹ گیا مٹے ہم، ہم مٹ گئے مٹا دل
 ہم کیا خوشی جہاں میں پروردگار کرتے
 فصلِ خزاں میں آخر بہزادِ عشق پرور
 رنگِ بہار کیونکر ہم اختیار کرتے
 مدتیں گزریں آرزو کرتے عمر گزری ہے جستجو کرتے
 دل میں ہیں بلخِ آرزو لاکھوں کیا تمنائے رنگِ بو کرتے

اک تنہا یہ رہ گئی دل میں دور ہم فرق ماؤ تو کرتے
 کہہ دیا سارا ماجرا دل کا اور کیا ان سے گفتگو کرتے
 کاش مل جاتا اُن کا تارِ نظر چاک دامن کو ہم رفو کرتے
 اب پریشاں نہ کر ہیں اُدل رات کافی ہو ہاؤ ہو کرتے
 اپنی ہستی تپا کر ڈالی اور کس طرح جستجو کرتے
 انکو وقعت جو درد کی ہوتی آنسوؤں کی بھی آبرو کرتے

کیوں بھلا بیٹھے انکو اے بہزاد

اور کچھ دن تو ارزو کرتے

آخر فضا کے زلیست پہ چھایا ہوا ہے کون

عشق کرشمہ کار ہمارا حنا ہے کون

پینغام زلیست پھر یہ مجھے نے رہا ہے کون

میری نظر کے سامنے جلوہ نما ہے کون

میری طرف تو دیکھئے افسانہ جُسنوں

سُن تو رہے ہیں آپ مگر کہہ رہا ہے کون

کس کو پکارتا ہوں مصیبت کے وقت میں

تیرے سوا جہاں میں مرا آسرا ہے کون
 یہ پوچھتی ہے تم سے نگاہِ اُمیدوار

جانِ سوال کون ہے جانِ عطا ہے کون
 کیوں مسکرا رہی ہے محبت کی کائنات

دُنیا ئے عاشقی میں سراہا گیا ہے کون
 تم ہی نقوشِ پامری کچھ رہبری کرو

اس راہ میں تمہارے سوار ہنسا ہے کون
 اب جانِ آرزو و تمنا ہے کون ذات

اب جانِ زلیست دل کا مرے مدعا ہے کون

میرا ہی سافسانہ ہے میری ہی سی صدا

بھڑا دیہ فسانہ غم کہہ رہا ہے کون

محوِ حسن بہار ہونہ سکا ضبطِ پروردگار ہونہ سکا

لاکھ چاہا فساد ہونہ سکا صبر ہی اختیار ہونہ سکا

رہ گئی دل کو میسر یہ حسرت ہر خاش پر نثار ہونہ سکا

واہ کیا کہنا مدعا کا مرے حسرتوں میں شمار ہونہ سکا

تم پہ تو اختیار کیا ہوتا
میں نے چاہا بھی تو زباں مری
کون کہتا ہو حسن و عشق جہاں
اکھڑیاں تھیں کہ میکے لے قصا
خود پہ جب اختیار ہونہ سکا
شکوہ ظلم یار ہونہ سکا
حسن لیل و نہار ہونہ سکا
کوئی بھی ہوشیار ہونہ سکا
میکے غم کا شریک لے بہزاد
کوئی بھی غمگسار ہونہ سکا

رو نماں کہیں نہ ہو جائے
درد، دل میں مکین نہ ہو جائے
اپنے اشکِ اَلَم سے ڈرتا ہوں
اسیچ مرتا ہوں میں کہیں نہ بھی
میرے جد و افلاک کے ہم پایہ
دل مرا ہے حریم نازان کی
انکے جد سے ہیں ارزودلی

سہے جو بہزاد کچھ بھی خود داری
وقتِ سجدہ زمیں نہ ہو جائے

مرا مدعا ہیں محبت کی راہیں
مرا آسرا ہیں محبت کی راہیں
پہونچ جانا منزل پہ مشکل نہیں ہو
کہ خود رہنا ہیں محبت کی راہیں
مری مشکلیں مشکلیں کب رہیں گی
کہ مشکل کشا ہیں محبت کی راہیں
محبت کی راہوں کے قربان جاؤ
محبت نما ہیں محبت کی راہیں
بہت ہی کڑی ہے محبت کی منزل
قیامت نما ہیں محبت کی راہیں
زمانہ سے مطلب جہاں سے تعلق
جہاں سے جدا ہیں محبت کی راہیں
چمکتے ہیں ہر سو محبت کے دسے
عجب پُر ضیا ہیں محبت کی راہیں

نہیں چھوڑتیں ساتھ یہ راہ روکا

بہت با وفا ہیں محبت کی راہیں

چلو ہم بھی خود چل کے بہر آدو بکھیں

کہ کیوں کر ہیں کیا ہیں محبت کی راہیں

نظمیں

اکثر راتوں کے سنائے میں

یاد مجھے کچھ آتا ہے

وہ عہد جوانی کی راتیں
وہ نکھرے دن وہ برساتیں
وہ عشق و محبت کی گھاتیں

وہ کیف بھسے دلکش لمحے
وہ حسن کے پیہم نظارے
وہ چاند کا عالم و تارے
اکثر راتوں کے سنائے میں یاد مجھے کچھ آتا ہے

وہ گوشتی کا دلکش منظر
وہ خیرہ کشتہ نورِ بحر
وہ تابشِ روتے شعبہ گر

وہ خود ہی خود گھبرا جانا
وہ خود ہی خود شرمنا جانا
اک بے کس کو ترپا جانا

اکثر راتوں کے سنائے میں یاد مجھے کچھ آتا ہے
اب زلیست میں ہو وہ بات کہاں
وہ دن ہیں کہاں وہ رات کہاں
برسات تو ہے برسات کہاں

اک یاد ہو پس سہ ماہیہ دل
ہے راز میں اب ہر آئینہ دل
اب دڑے ہیں سہ ماہیہ دل
اکثر راتوں کے سنائے میں یاد مجھے کچھ آتا ہے
یاد مجھے کچھ آتا ہے

آدل نامراد آوری طرف چلیں

عشق کے سوز و ساز میں
نغمے لے نواز میں
مل نہ سکی وہ زندگی
جس کی مجھے تلاش تھی

آدل نامراد آ
اور کسی طرف چلیں

سیر بہار بوستاں
دے نہ سکی سکون جاں
زلیت میں اضطراب ہے
زلیت نہیں عذاب ہے

آدل نامراد آ
اور کسی طرف چلیں

ان کے حسرتیم ناز میں
اپنی شب و راز میں
کوئی بھی دلکشی نہیں
زندگی زندگی نہیں

آدل نامراد آ
اور کسی طرف چلیں

حدِ نظر سے دور دور
شام و سحر سے دور دور
ہم کو جہاں اماں سے ملے
لطف سکون جہاں سے ملے

آدل نامراد آ
اور کسی طرف چلیں

دلِ نادان

دلِ نادان تجھے ہوا کیا ہے
 آخر اس درد کی دوا کیا ہے
 حاصل کیا ہے تیری اُفتاد کا
 ہر گھڑی لب پہ یہ صدا کیا ہے
 کیوں یہ آنکھوں سے اشک جاری ہیں
 لے دلِ گریہ آشنا کیا ہے
 زندگی خود مٹا رہا ہے کیوں
 کچھ تو بتلا یہ ماجرا کیا ہے
 تو ہے سیما بدار کیوں حشر
 بول لے بندہ خدا کیا ہے
 انتہا تو ہے تیری پیش نظر
 یہ بتا دے کہ ابتدا کیا ہے

کیا سمجھ لوں کہ کوئی بات نہیں
 کچھ نہیں ہے تو مدعا کیا ہے
 میں ترا حالِ زار جان گیا
 اب میں سمجھا کہ ماجرا کیا ہے
 تجھ کو اس سے وفا کی ہے امید
 جو نہیں جانتا وفا کیا ہے
 لے دل زار دیکھ اپنی بساط
 ہوش میں آتھے ہوا کیا ہے
 دے تجھ کو یہ نصیب کہاں
 اک تو نگر کہاں غریب کہاں

اے رات کے تارے کچھ یاد ہے تجھ کو

مدّت کا وہ قصہ
مدّت کی کہانی
وہ کیفیت کا منظر
وہ مست جوانی

وہ مست اشارے
اے رات کے تارے
کچھ یاد ہے تجھ کو

وہ ہمہ وقت
وہ لطف کی باتیں
وہ رنگ تبسم
وہ حسن کی گھاتیں

پر کیفیت نظارے
اے رات کے تارے
کچھ یاد ہے تجھ کو

وہ عیش کا عالم
وہ سرور ہوا میں
وہ ان کا تکلم
وہ مست فضا میں

دریا کے کنارے
اے رات کے تارے
کچھ یاد ہے تجھ کو

ان آنکھوں کا پھرنا
وہ غیظ نگاہی
وہ حسن کی فطرت
وہ میری تباہی

وہ غم کے شرارے

اے رات کے تارے
کچھ یاد ہے تجھ کو

تنہائیاں میری
وہ میرا تڑپنا
بیٹابیاں میری
آنکھوں سے نکلنا

آنکھوں کے وہ دھارے
اے رات کے تارے
کچھ یاد ہے تجھ کو

وہ منظرِ ماضی
پھر یاد نہ لآؤ
ہمسرازِ مکمل
اب اشک بہاؤ

ہاں ساتھ ہمارے
اے رات کے تارے
کچھ یاد ہے تجھ کو

تم سے مجھے نفرت ہے

اُو نہ تصور میں یہ مجھ پہ عطا کیوں ہے
ہر بات پہ ہنسنے ہو یہ جوشِ داکیوں ہے
بل کھارے کیوں ہو یہ حشرِ بپا کیوں ہے

معلوم بھی ہے تم کو
تم سے مجھے نفرت ہے

میں گھیل سمجھتا ہوں اس نگِ جوانی کو
دُہراؤ نہ تم پھر سے ماضی کی کہانی کو
اب دل سے بھلاؤ تم اس شکِ فشانِ کو

معلوم بھی ہے تم کو
تم سے مجھے نفرت ہے

میں خوب سمجھتا ہوں انجامِ محبت کا
نظروں میں نتیجہ ہے ارمان کا حسرت کا
ہے پیشِ نظر بیکر ہر رازِ حقیقت کا

معلوم بھی ہے تم کو
تم سے مجھے نفرت ہے

میں خود ہی پریشاں ہوں یہ مجھ کو ہوا کیا تھا
یہ کیوں مرے نالے تھے یہ کیوں مرارو نا تھا
ہاں ہو چکا جو کچھ بھی تقدیر میں ہونا تھا

معلوم بھی ہے تم کو
تم سے مجھے نفرت ہے

ہاں سچ ہی مجھے پہلے تم سے ہی محبت تھی
یہ دل کا اتفاق تھا یا نہیں عشیت تھی
ہیں تو یہ سمجھتا ہوں یہ سب مری حشر تھی

معلوم بھی ہے تم کو
تم سے مجھے نفرت ہے

بہتر اذ کو اب اپنا بے کار سمجھتے ہو
تم ہوش میں ہو مجھ کو ہر شار سمجھتے ہو
کیا عقل کی دولت سے نادار سمجھتے ہو

معلوم بھی ہے تم کو
تم سے مجھے نفرت ہے

مغنی

سناوے محبت کا نغمہ

مرے دل میں ہنگامہ برپا نہیں ہے
مرے لب پہ اب آہ و نالہ نہیں ہے
تماشہ ہے رنگ تماشہ نہیں ہے

طبیعت ہو ممکن دل ہو فسر وہ
مغنی سناوے محبت کا نغمہ

ہے آنکھوں کو اشک رواں کی تمنا
طبیعت کو آہ و فغاں کی تمنا
ہے دل کو غم جاوداں کی تمنا

مٹا دے مٹا دے یہ دل کی تمنا
مغنی سناوے محبت کا نغمہ

مغنی مجھے زندگی پھر عطا کر
 حصارا مجھے بے بسی پھر عطا کر
 خوشی کھو چکی ہے خوشی پھر عطا کر

میں پھر چاہتا ہوں زمانے نہیں جینا
 مغنی سنا دے محبت کا نغمہ

محبت کے نغمے کی لے آتشیں ہو
 نہ ہو کفر کا ساز سار دیں ہو
 ہر اک ٹکڑا اس کا غضب کا حبیب ہو

عطا جو کرے مجھ کو ہر دم ٹرپنا
 مغنی سنا دے محبت کا نغمہ

ابھی یاد ہیں وہ جوانی کی راتیں

وہ اُن کی ادائیں وہ انکا تبسم
 وہ میرا تغزل وہ ان کا ترنم

وہ بازمی الفت کی رنگین باتیں
 ابھی یاد ہیں وہ جوانی کی راتیں

کبھی بے خطا مجھ کو نظائیں پھرانا
 کبھی بے معافی ہی خود مان جانا

وہ ہر لمحہ مجھ کو ستانے کی گھاتیں
 ابھی یاد ہیں وہ جوانی کی راتیں

وہ ہر دم مجھے دیکھ کر مسکرانا
 وہ ہر دم مجھے پچھلے قصے سنانا

وہ دلکش فسا وہ دلچسپ باتیں
 ابھی یاد ہیں وہ جوانی کی راتیں

تمنا ہی بہتر اد میں سب بھلا دوں
 محبت کی دنیا پہ ٹھوکر لگا دوں

مگر کیا بھلا دیکھا دل کی باتیں
 ابھی یاد ہیں وہ جوانی کی راتیں

اے حسین کافرہ مجہبیں کافرہ

زلف دوش پر گرا

مست ہونظر ملا

پھر ادا سے مسکرا

اے حسین کافرہ

مہ جبیں کافرہ

تجھ پہ میکدہ نثار

بخشدے مجھے خمار

آج خوب مے پلا

اے حسین کافرہ

مہ جبیں کافرہ

دو جہاں کو مست کر

ایک بلند و پست کر

سب کے دلوں پہ غم بھلا

اے حسین کافرہ

مہ جبیں کافرہ

لوٹ لے تو متارح دیں

لب پہ مے نہیں نہیں

سجی ہی میرا مدعا

اے حسین کافرہ

مہ جبیں کافرہ

تو نظر نواز بن

تو اثر طراز بن

کرے قبول التجا

اے حسین کافرہ

مہ جبیں کافرہ

مفلح بے نوا ہوں میں

تجھ ہی کو مانگتا ہوں میں

تو ہے کریم میں گدا

اے حسین کافرہ

مہ جبیں کافرہ

وہ دن بھی عجب دن تھے

جب چاندنی راتیں تھیں جب اظہار کی باتیں تھیں
جب فتح ناما حال ہر رنگ سے مائیں تھیں
جب کوئی ہمارا تھا
جب دل کو سہارا تھا

وہ دن بھی عجب دن تھے

آنکھوں کو میسر جب معراجِ نظارہ تھی
امیدِ دل محسوس محتاجِ اشارہ تھی
جب مست فضا میں تھیں
جب سرورِ جوانی تھیں

وہ دن بھی عجب دن تھے

بیداو سے غافل تھا جب رنگِ جوانی کا
دوبا تھا تاثر میں جب کیفِ کہانی کا
جب قلب میں مستی تھی
اک دم سے ہی برستی تھی

وہ دن بھی عجب دن تھے

اب غم ہے مصیبتِ آفت ہے جوانی ہے
ماضی کی فقط باقی کہنے کو کہانی ہے
دل پاسے کہاں پر ہے
اب تو یہ زباں پر ہے

وہ دن بھی عجب دن تھے

محبت کا مارا چلا جا رہا ہے

نہ راہوں کو جانے نہ منزل کو جانے
نہ آرام لینے کے جانے ٹھکانے
زباں پر ہیں مہر و وفا کے ترانے

محبت کا مارا چلا جا رہا ہے

بلند می کی بستی کی پروا نہیں ہے
ملے بھی تو بستی کی پروا نہیں ہے
غرض اپنی بستی کی پروا نہیں ہے

محبت کا مارا چلا جا رہا ہے

کوئی رہنا ہے نہ رہبر ہے کوئی
نہ ہمراہ تکیہ نہ بستر ہے کوئی
نہ کچھ مشکوں کا اسے ڈر ہے کوئی

محبت کا مارا چلا جا رہا ہے

جو طوفان آئے تو کچھ ڈر نہیں ہے
اندھیرا جو چھائے تو کچھ ڈر نہیں ہے
جو ٹھوکر گرے تو کچھ ڈر نہیں ہے

محبت کا مارا چلا جا رہا ہے

زمانے سے تنگ اور جہاں سے پریشان
پریدہ ہے رنگ اور دریدہ گریباں
محبت مگر ہے محافظ نگہباں

محبت کا مارا چلا جا رہا ہے

سجّنی سن یوگی کا گیت

دو دن کی ہے دنیا ساری
کیا بالک اور کیا نرناری
گرمائے گی بادِ بہاری
کیوں آخر اتنی تیساری

دن جائیں گے بیت

سجّنی!
سن یوگی کا گیت

ہے دھن دولت چاروناکی
اچھی صورت چاروناکی
ہے یہ محبت چاروناکی
جگ میں بر عزت چاروناکی

اس کی ہوا لٹی رہت

سجّنی
سن یوگی کا گیت

گی

پریم کی چھائی ہوئی ہے بہار

پھر چھائی ہے گھٹا گھنگور
بولتے ہیں پھر مورچہ کور

پھر نہیں میرے دل کو قرار
پریم کی چھائی ہوئی ہے بہار

کیوں مرے من کو پریم نہ بھائے
کیوں نہ میرے دل میں یہ سگائے

آتے پریم پہ کیوں نہ پیار
پریم کی چھائی ہوئی ہے بہار

پریم کا ذرہ ذرہ خستہ
پریم ہے ہر ذرے میں اتصال

پریم ہے اب ہر دل کا قرار
پریم کی چھائی ہوئی ہے بہار

پریم کی دنیا تم کو ڈھونڈے
پریم کی دنیا تم کو بلائے

آجاؤ اب پریم کے دوار
پریم کی چھائی ہوئی ہے بہار

چھٹراکس نے من کا راگ

مستی میں ہے کل سنسار
مست ہوئی ہے ساری بہار

جاگ اٹھے پھر میری بھاگ
چھٹراکس نے من کا راگ

سوئے ہوئے کو پریم سے میرے
رات اور دن اُجیالے اندھیرے

ہر نغمہ کہتا ہے جاگ
چھٹراکس نے من کا راگ

تار سے نکلا پریم کا نغمہ
اور ہر نغمہ بن گیا نالہ

اک اک تار سے نکلی آگ
چھپڑا کس لئے من کا راگ

پہلے ہی سے تھی بے چینی
درد تھا دل میں ورت پ تھی

اور گدی من میں آگ
چھپڑا کس لئے من کا راگ

کس کو نکا ہیں ڈھونڈ رہی ہیں
دل کی نظر میں کس پہ لگی ہیں

کس سے کہوں ہیں یہ بیراگ
چھپڑا کس لئے من کا راگ

چلو آؤ چلیں ہم پریم نگر

من کی آشائیں برائیں
من کے سب ارماں مٹائیں

اپنا مٹا دیں درد سر
چلو آؤ چلیں ہم پریم نگر

پریمی ہے ہر چیز وہاں
ڈرتے ہیں اس جا رقصاں

دیکھیں وہاں کے شام و سحر
چلو آؤ چلیں ہم پریم نگر

چھوڑو یہ ساری دنیا
ہے کیا اس جگ میں رکھا

روتے ہیں یہاں قلب و جگر
چلو آؤ چلیں ہسم پریم نگر

پریم نگر کی ہے منزل
جس کو سب کہتے ہیں دل

ہوتا ہے اس پر اس کا اثر
چلو آؤ چلیں ہسم پریم نگر

آخر کیا ہے سوچ بچار
ہے یہ بھیانک ساسنار

اس میں نہیں ہوتی ہے بسر
چلو آؤ چلیں ہسم پریم نگر

من کی کتھاسن جاؤ سجنی

رہتی ہے ہر دم اک حیرانی
کام ہے اب بس شک فشان

آؤ سجنی آؤ سجنی
من کی کتھاسن جاؤ سجنی

تم بن کیا ہے حالت دل کی
دیکھو آکے وحشت دل کی

آکے ذرا سمجھاؤ سجنی
من کی کتھاسن جاؤ سجنی

آتش ہے بس من کو تہاری
ماننے کو ہے اب یہ ہاری

اس کو دھیر بندھاؤ سچنی
من کی کتھاسن جاؤ سچنی

یہ تو تمہارا ہے شیدائی
اس سے تمہیں کیوں شرم ہے آئی

اس سے نہ اب شرھاؤ سچنی
من کی کتھاسن جاؤ سچنی

دیکھو دیکھو روتا ہے یہ
جان کو اپنی کھوتا ہے یہ

آکر اس کو بچاؤ سچنی
من کی کتھاسن جاؤ سچنی

تم کو میری یاد نہ آئی

وحشت بخشی اور غم بخشا
عشق کا تم نے عالم بخشا

بخش کے سب کچھ یاد بھلائی
تم کو میری یاد نہ آئی

جلوہ دکھا کے ایسے بھولے
تم تو جا کے ایسے بھولے

جا کے ایسی پریت گنوائی
تم کو میری یاد نہ آئی

مجھ کو اس کا رنج اور غم ہے
مجھ کو اس کا ہر ماں غم ہے

تم نے من کی سدھ بھرائی
تم کو میری یاد نہ آئی

اے متوالے سا جتنا

پھر مجھ کو دکھا دو جہلوہ
پھر رنگ بدل دو دل کا

سب دنیا مست ہوئی ہے
مجھ کو بھی پلا دو تم سے

جھوٹے ہے پتہ پتہ
جھوٹے ہے غنچہ غنچہ

گلشن میں بلبل بولے
اور بن میں مور پلانا ہے

پھر لوٹ لو ہوش کی دنیا
اے متوالے سا جتنا

ہاں ایکل دھڑکی خجہریا
اے متوالے سا جتنا

جھوٹے ہے ساری دنیا
اے متوالے سا جتنا

وہ بولا پی پی پیہا
اے متوالے سا جتنا

من کس کو ڈھونڈتا ہے

تم ہی بتاؤ سجنی
ڈھار کس بندھاؤ سجنی

کیا من کو ہو گیا ہے
من کس کو ڈھونڈتا ہے

روتا ہے رات دن کیوں
آنکھوں سے پور والیوں

اُف کون کھو گیا ہے
من کس کو ڈھونڈتا ہے

کرت ہے آہ و زاری
کیسی ہے شہ زاری

کون اس سے اُف جدار
من کس کو ڈھونڈتا ہے

پھرتا ہے کیوں یہ حیراں
ہے آہ کیوں پریشاں

کون اس کا دل ربا ہے
من کس کو ڈھونڈتا ہے

آؤ تو میں بستاؤں
سب ماجرا سناؤں

کیا من کو ہو گیا ہے
من کس کو ڈھونڈتا ہے

ہے کاری بدریا چھائی

یہ جھوٹے ٹہنی ٹہنی
کیا پریم سماں ہو سکی می

اُف باغ کی یہ انگنائی
ہو کاری بدریا چھائی

کیونکر نہ یہ کوئل کو کے
کیونکر نہ پیہا بولے

جب مست ہو ساری اندائی
ہے کاری بدریا چھائی

ہے غنچہ غنچہ خنداں
ہے پتہ پتہ رقصاں

پھولوں کو ہنسی ہو آئی
ہے کاری بدریا چھائی

کیا گاتی ہیں سکھیاں ملکر
یا گاتے ہیں غنچے کھلکر

لے پریم کی کسے سنائی
ہے کاری بدریا چھائی

ہر چیز پہ رونق سی ہے
لیکن ہلکا کی ہے

ساجن تو ہی ہائے جدائی
ہے کاری بدریا چھائی

ہائے بروگن وائے بروگن

روتی ہے تو گشٹن گشٹن
ڈھونڈتی پھرتی تو بن بن

اور نہیں مانتے تجھ کو ورن
ہائے بروگن وائے بروگن

تیرا شباب تیرا جواں
اس عالم میں اشک فشان

کس کے کارن و لکے کارن؟
ہائے بروگن وائے بروگن

دن ہو پارین اندھیا رے
ڈرتی نہیں ہے تو بیچارے

بھاری ہو تجھ کو اپنا جیون
ہائے بروگن وائے بروگن

رات اندھیری اور سستاٹا
راستہ ٹوٹے خوش خوش کاٹا

جنگل کو سمجھی ہے گلشن
ہائے بروگن وائے بروگن

پریم کی بھیک کر لی تو کیا
موت سے پہلے مر گئی تو کیا

پریم سچا رن پریم بھکارن
ہائے بروگن وائے بروگن

پیارے پیارے پیارے پیارے
پھر وہی پیارا راک سنا کے

سونا سونا سا ہے گلشن
سالم ہے ابھی میرا دامن

ہنتے ہیں یہ تجھ پر غنچے
تالی بجاتے ہیں سب سے

پھر وہی من کے نغمے گائے

پی کی مجھے پھر یاد دلا دے
پھر وہی من کے نغمے گائے

دھجیاں پھر تو اسکی اڑا دے
پھر وہی من کے نغمے گائے

ان کو مزہ تو اس کا چکھادے
پھر وہی من کے نغمے گائے

پریم کی تائیں پریم کی لے ہو
پیالے پیسے ہاں تری جڑ ہو

مست بنادے بوشل ٹرائے
پھر وہی من کے نغمے گائے

یاد تجھے بہرا دکرے گا
نالہ اور شریا دکرے گا

اسکے دل میں آگ لگادے
پھر وہی من کے نغمے سنا دے

ہم نے من کا کھیدا کھیل

دل کے ہر ارمان کو ہارا
حسرت کی وُتیا کو وارا

کھیدا ہائے کیسا کھیل
ہم نے من کا کھیدا کھیل

بازی لگائی ہم نے دل کی
فکر نہ کی کچھ بھی مشکل کی

جانکے ہم نے ہارا کھیل
ہم نے من کا کھیدا کھیل

کھیلنا تم کو بھی میں سکھا دوں
دل کی بازی لگانا بتا دوں

کھیلانہ ہوگا ایسا کھیل
بھم نے من کا کھیل کھیل

پریم کا کھیل ہو سب کے نرالا
سب کے نرالا سب کے انوکھا

کام کا کام ہی کھیل کھیل
بھم نے من کا کھیل کھیل

آؤ ہم تم مل کر کھیلیں
تم پر جیت ہو ہم پر ہاتھیں

یہ ہے اپنا اپنا کھیل
بھم نے من کا کھیل کھیل

ساجن کی ہے موہنی صورت

جلوہ دکھا کے دل کو لوٹا
ارماں کی محفل کو لوٹا

بھائے نہ کیونکر اچھی صورت
ساجن کی ہے موہنی صورت

جس نے میرے من کو بھایا
جس نے لوٹی من کی مایا

وہ ہی پیاری پیاری صورت
ساجن کی ہے موہنی صورت

میری حمیت میری جوانی
کرتی ہے اب اشک فشانی

دیکھی نہیں ہے انکی صورت
ساجن کی ہے موہنی صورت

اس پر سے میں سب جہنم واروں
اس پر سے میں تن من واروں

دیکھی ہو کب ایسی صورت
ساجن کی ہو موہنی صورت

اُن تک کوئی پہونچا دے
یا کوئی اب ان کو بلا دے

دیکھوں یہ وہ چاندنی صورت
ساجن کی ہو موہنی صورت

چنے غنچے بھونرا گونچے

ہر سو پریم کی گھات لگاتا
پریم کے ہر سو نغے گاتا

تے تے بلبیل بولے
چنے غنچے بھونرا گونچے

پی کی یاد سب ہی کو آئے
پی نے سب پر ظلم ہی ڈھائے

ڈالی ڈالی پیہا بولے
غنچے غنچے بھونرا گونچے

سب کے دل میں غم کی خلش ہو
درد و غم پیہم کی خلش ہے

ٹہنی ٹہنی کوئل کوئلے
غنچے غنچے بھونرا گونچے

ہائے محبت ہائے محبت
کیا کیا یہ دکھائے محبت

ہر ہر گل پر قمری روستے
غنچے غنچے بھونرا گونچے

الفت میں بھگت زاد کا عالم
جلووں کی بیداد کا عالم

اُسکی نظریں ذرے ذرے
غنچے غنچے بھونرا گونچے

سکھی ری

اب وہ کہاں سنسار

اب وہ دلیں ہے ملنا شکل
اب وہ کہاں رنگا وروہ محفل

وہ تو رہا اُس پار

سکھی ری

اب وہ کہاں سنسار

میرا ہر ہر سانس ہے روتا
روسنے سے پر کچھ نہیں ہوتا

میں گئی رو رو ہار

سکھی ری

اب وہ کہاں سنسار

آہ بھرو وہ مل نہیں سکتا
کچھ بھی کرو وہ مل نہیں سکتا

کوشش ہے بیکار

سکھی ری

اب وہ کہاں سنسار

جس میں کہ تھی الفت ہی الفت
جس میں کہ تھی ہر سمت محبت

دل تھا جہاں بیدار

سکھی ری

اب وہ کہاں سنسار

بھول جا اب تو دل سو وہ دنیا
ہوتی تھی ہر سمت سے جس جا

الفت کی بوچھار

سکھی ری

اب وہ کہاں سنسار

آہ بھرو وہ مل نہیں سکتا
کچھ بھی کرو وہ مل نہیں سکتا

کوشش ہے پیکار
سکھری

اب وہ کہاں سنسار

جس میں کہ تھی الفت ہی الفت
جس میں کہ تھی ہر سمت محبت

دل تھا جہاں بیدار
سکھری

اب وہ کہاں سنسار

بھول جا اب تو دل سو وہ دنیا
ہوتی تھی ہر سمت سے جس جا

الفت کی بوچھار
سکھری

اب وہ کہاں سنسار

ساقی



وہ شخص مروج حضرات جبار و اذہب میں جس کا ہی کے بہترین نمونہ دیکھنا چاہتے ہیں
جو حسین الفاظ کی جاؤ کرے سے لطف اندوز ہونا چاہتے ہیں :
جو ساغر ادب میں زندگی کی تلخ شراب چھلکتی دیکھنا چاہتے ہیں :
جو کمزور زندگی کو اس کی قتل بربانی میں دیکھنا چاہتے ہیں :
جو ایسا ادب دیکھنا چاہتے ہیں جس کا ہر لفظ دل کھینچ دے اور دل کو
جس کے مطالعہ سے روح کی پھپھی ٹسکوں شمشاد ہو جائے :
سہے پر حلا آپ کے منہ سے بے ساختہ کہی آہ نکل جائے اور کہی آہ

ایسا اعلیٰ درجے کا ادب

آپ کو صرف ساقی ہی میں مل سکتا ہے جو ادب جدید کا آئینہ
واجہ مصور ماہر شاعر ہے :

پیشکش

پیشکش